مسلسل اشاعت کے سال اڑتالیس

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

571

جمادی الاول ۱۴۳۴ھ

مارچ 2013

ماہنامہ الحق

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

مکتوبات مشاہیر کے بعد جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا ایک اور علمی روحانی اور دعوتی شاہکار

خوشخبری

منبر حقانیہ سے

خطباتِ مشاہیر

تقریباً پون صدی پر مشتمل عرصہ میں جامعہ حقانیہ میں آئے ہوئے اساطین علم و فضل و محدثین و مشائخ

واکابرین امت ارباب تصوف و سلوک، نامور خطباء ودعاۃ ائمہ رشد و ہدایت، مصلحین، سیاسی زعماء، اساتذہ و مشائخ

جامعہ حقانیہ کے منبر و محراب پر کئے گئے خطبات وارشادات کا مجموعہ جس کی ضبط و ترتیب و تبویب اور توضیح و تدوین کا کام

مولانا سمیع الحق مدظلہ

بذات خود انجام دے رہے ہیں۔ ہزاروں صفحات اور کئی جلدوں پر مشتمل علم و معرفت وعظ وارشاد کا یہ عظیم الشان

مجموعہ بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے

ناشر: موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

جلد نمبر......... 48

شمارہ نمبر......... 06

جمادی الاولیٰ.......۱۴۳۴ھ

مارچ ۲۰۱۳ء

بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

4-1-13

اے بی سی آڈٹ

ماہنامہ الحق

اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز : پیپلز پارٹی اور نام نہاد جمہوریت کے پانچ سال اور آئندہ انتخابات میں مذہبی سیاسی جماعتوں کا مستقبل۔ حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی کی وفات۔ قومی ہیرو غازی ایم ایم عالم کی جدائی۔ ہیوگو شاویز امریکی استعمار کا مخالف اور محب وطن رہنما......راشد الحق سمیع حقانی ۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ...... مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۶
- اولیاء اللہ کے اوصاف .... شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۱۸
- علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تصنیفی خدمات.................مولانا نور محمد ثاقب ۲۵
- ووٹ کی شرعی حیثیت...مولانا قاضی محمد نسیم ۳۲
- افغانستان میں اتحادی افواج کی شکست اور ہلاکتیں!!!......................عنایت اللہ گوہاٹی ۳۷
- دیوبند سے واپسی (آزادیٔ پاکستان کے گمنام مجاہد کا سفرنامہ)...... مولانا حبیب اللہ حقانی ۳۹
- مجلہ الحق' اکوڑہ خٹک کا ۴۵ سالہ اشاریہ...................................مولانا مجاہد الحسینی ۴۴
- حضرت مولانا نور محمدؒ......خلوص و وفا کا پیکر.................................مولانا رشید احمد حقانی ۴۶
- حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری کا اصل جانشین کون؟.................. ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری ۴۸
- مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ (چند حقائق ...... چند وضاحتیں)................... حافظ نوید ارشد ۵۱
- افکار و تاثرات بنام مدیر...ادارہ ۵۴
- دارالعلوم کے شب و روز...جناب شفیق الدین فاروقی ۵۶
- تعارف و تبصرہ کتب...ادارہ ۵۷

ماہنامہ الحق، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر (0923) 630435

فیکس نمبر Fax(0923)630922

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com

فیس بک ایڈریس Facebook\Alhaq Akora Khattak

ویب سائٹ : www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250' بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

پیپلز پارٹی اور نام نہاد جمہوریت کے پانچ سال
آئندہ انتخابات میں مذہبی سیاسی جماعتوں کا مستقبل

بدنصیب تیسری دنیا کے بے قسمت ترین ملک پاکستان عالمی قوتوں کی سازشوں اور سیاسی لیڈروں‘ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور مسلسل لوٹ مار کے باعث خاکم بدہن اِن دنوں حالتِ نزع سے دوچار ہے۔ آزادی کے فوراً بعد ملک کا قبلہ وکعبہ امریکہ کو ٹھہرا دیا گیا اور حکمران طبقہ بشمول پہلے گورنر جنرل سے لے کر مشرف وزرداری تک امریکی دہلیز پہ ایسے سجدہ ریز ہوئے کہ آج تک اٹھنے کا نام نہیں لے رہے۔ اِسی غلامی کی شراب کی لت اور بزدلی کی مدہوشی کے باعث آج ملک وملت اندھیروں کے مہیب غاروں میں لڑھکتے جارہے ہیں۔ اور ہر آنے والا دن‘ مہینہ‘ سال اور خصوصاً انتخابات اہل پاکستان کی قباء چاک میں مزید درد کے پیوند لگا دیتا ہے۔ بدنصیب پاکستان جو ایک نئی اسلامی مملکت کے نام پر معرضِ وجود میں آئی تھی‘ اس میں چھ دہائیوں کے طویل عرصے میں سارے نظام آزمائے گئے ماسوائے اسلامی نظام کے۔ بہرحال اسلامی نظام تو مزید ایک ہزار سال تک پاکستان میں اس طرح نافذ نہیں ہوسکتا موجودہ سیاسی‘ پارلیمانی‘ انگریزی عدالتی نظام اور ان کرپٹ ترین سیاسی لیڈروں کے ہوتے ہوئے اب سب سے بڑا مسئلہ پاکستانیوں کو کسی صحیح نظامِ حکومت کے فقدان کا نہیں بلکہ اس کے وجود اور بقاء کا ہے کیونکہ امریکہ ونیٹو کی یلغار سے بڑھ کر خود اس ملک کی سیاسی چھوٹی بڑی جماعتیں مل کر اس کی برائے نام بچی کھچی کمزور ہڈیوں کو بھی بیچ رہے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال پیپلز پارٹی اور اس کی تمام اتحادیوں کی پانچ سالہ دورِ حکومت کی لوٹ مار رہی ہے۔ ان پانچ سالوں میں پیپلز پارٹی نے کرپشن‘ لاقانونیت‘ اقربا پروری‘ نااہلی اور امن وامان کے ابتری کے ایسے ایسے عالمی ریکارڈ قائم کیے کہ شاید دنیا بھر میں اس کی مثال ڈھونڈنے سے کسی کو ملے۔ دس سالہ پرویز مشرف جیسے غاصب اور ظالم حکمران نے یقیناً پاکستان اور اہل پاکستان کو کہیں کا نہ چھوڑا تھا لیکن اس کے بعد جمہوریت کے دعویداروں نے تو ملک وملت کے بخیے اُدھیڑ دیئے۔ پانچ سال تک مسلسل پاکستانی عوام کا خون چوسنے کے بعد بھی ان کی پیاس نہ بجھی تو ان چوروں نے اقتدار کے آخری دن میں تمام بند بینک زبردستی کھلوا کر اربوں روپے نکلوائے۔ اور اِس دن ہزاروں لوگوں کی تقرریوں کے آرڈرز جاری کیے گئے۔ اسی کے لگ بھگ ہزاروں چھوٹے موٹے سرکاری ملازمین کو بڑی بڑی پوسٹوں پر ترقیاں دی

گئیں۔صرف قومی اسمبلی کی اسپیکر فہمیدہ مرزا نے چالیس کروڑ سے زائد کا قرضہ ہڑپ کردیا۔اسی طرح سرکاری وزیروں اورمشیروں نے سرکاری رہائش گاہوں سے اپنے ذاتی سامان کے ساتھ ساتھ چھت کے پنکھے‘ کارپٹس‘ بلب‘ ایئر کنڈیشنز اور غسل خانوں کے قیمتی نل تک اپنے ہمراہ بھگا اورلوٹ کر آئندہ آنے والے الیکشن کی تیاریوں میں اپنے اپنے حلقہ ہائے انتخاب میں شاداں وفرحاں پہنچ گئے کہ دوبارہ سے تازہ دم ہوکر جمہوریت وپاکستان کی اس سے زیادہ ’’خدمت‘‘ کیلئے منتخب ہوکر پھر سے تازہ حکومت میں حصہ پا کر پاکستانیوں کی رہی سہی عزت وناموس کا سودا کرنے کیلئے پہنچ جائیں۔اب پھر سے الیکشن کا طبلِ جنگ بج چکا ہےاورملک بھر کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں بھرپور تیاریوں میں مصروف ہیں۔عوام کو بے وقوف بنانے کے تمام پرانے اورنئے طریقے آزمائے جارہے ہیں۔پرانے شکاری نئے نئے جال بُن کرعوام کوگھیرنے اور پکڑنے کی کوششوں میں مصروف ہیں اورکئی دھوکہ باز بازیگرتو نئی بوتلوں میں دیسی شراب ڈال کرعوام کو پلارہے ہیں کہ اِن بدنصیبوں کے دکھوں کا مداوا تو یہی شراب اور جھوٹے دعوؤں کا خمار ہی ہے۔پھر خیر سے مذہبی جماعتوں کا کیا کہنا...... یہ حضرات حقیقت میں نظریاتی سیاست کے علمبردار تھے اوران کے پیشواؤں نے اصولوں‘ عقائداور خالص نظریات کی بنیاد پر عمر بھر سیاستیں کیں اور اِس کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دیں لیکن وقت کے بدلتے انداز اورشرم وحیاء کے بدلتے ظروف کی طرح مذہبی سیاسی جماعتوں نے بھی آہستہ آہستہ ’’ترقی‘‘ کے ’’مدارج‘‘ طے کرتے ہوئے نظریاتی سیاست کے بھاری بھرکم پرانے دساتیر اسلام آباد کے سبزہ زاروں کی رنگینیوں میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دفنا دیئے اوراب خیر سے اِنکی جدت پسندی‘ ہرلمحہ بدلتی سیاست اورنت نئے اتحادیوں کے ایڈیشنز کی تقریب رونمائی اورمفادات پرمبنی سیاست کی ہمسری تو لبرل اورسیاسی جماعتیں بھی نہیں کرسکتیں۔یہ امر ہرمحبِ وطن اور مذہبی حلقوں کے لئے کتنا باعثِ افسوس وملال ہے کہ اِن نازک حالات اور غلامی کی مہیب رات میں بھی مذہبی سیاسی جماعتیں گزشتہ الیکشن کی طرح ایک پلیٹ فارم پرجمع نہ ہوسکیں اورتمام مذہبی سیاسی جماعتیں الگ الگ رہ کر الیکشن کے میدان میں اُتر رہی ہیں۔جسکے نتائج کا علم پہلے سے دُنیا بھر میں آشکارا ہوچکا ہے۔تمام جماعتیں الگ الگ انتخابی نشان سے الیکشن میں جارہی ہیں حالانکہ سب جماعتوں نے زبانی طور پر اتحاد کا ترانہ بھرپورطریقے سے گنگنایا اورقوم کونویدیں سنائیں لیکن عملی طور پر سب اختلاف وانتشار پر ہی متفق تھے‘ کوئی مذہبی جماعت خودکوسب سے بڑی گردانتی رہی‘ کوئی اَنا کی بت کی پرستش میں مشغول رہااورکسی کواتحاد میں تردّد رہا‘الغرض بڑے بڑے طوفانوں کے سامنے یہ جماعتیں حسب سابق تتر بتر و منتشر رہنے ہی میں اپنی ’’عافیت‘‘ اور’’بقاء‘‘ کا راز ڈھونڈ رہے ہیں اور بیچاری پاکستانی عوام کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ آخروہ کہاں جائیں اورکس پراعتماد کریں؟

چلتا ہوں تھوڑی دور ہراک تیز رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

وفیات: # حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ کی وفات

مرکز علم وارشاد ندوۃ العلماء اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے خاندان کو گزشتہ دنوں پے درپے جانکاہ حادثوں کا سامنا کرنا پڑا۔حضرت مولانا سید عبداللہ حسنیؒ حضرت مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلیؒ کے حقیقی پوتے اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے قریبی عزیز اور ان کے علوم ومعارف کے امین تھے‘ ناظم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے بھانجے اور داماد تھے۔آپ متعدد اعلیٰ صلاحیتوں اور علمی‘ادبی خوبیوں کی حامل شخصیت تھے۔اپنے عظیم خاندان اور اس کے بزرگوں کے نقش قدم پر رواں دواں رہے۔علم و ادب‘ دعوت و ارشاد اور احسان وسلوک کی تمام وادیوں کے شہسوار تھے۔ ندوۃ العلماء کیلئے آپ کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔آپ کے علاوہ ندوی خاندان کے ایک اور اہم فرد نیک سیرت اور خداترس انسان جناب سید حسن حسنی ندویؒ بھی ۲ جنوری کو انتقال فرماگئے۔آپ کا تعلق بھی اسی علمی و روحانی خانوادہ سے تھا۔آپ ایک خوش اخلاق‘ دیندار اور اعلیٰ اوصاف و بلند کردار کے مالک تھے۔آپ معاصر مجلہ ’’تعمیر حیات‘‘ لکھنؤ کے نائب مدیر مولانا محمود حسن حسنی ندویؒ کے والد بزرگوار تھے۔ادارہ الحق اور دارالعلوم حقانیہ ندوۃ العلماء اور حسنی خاندان کے تمام اکابرین‘اساتذہ کرام اور پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

قومی ہیرو غازی ایم ایم عالمؒ کی جدائی

پاکستان ایئرفورس کے شاہین ۱۹۶۵ء کی جنگ کے ہیرو اور عالمی شہرت یافتہ ہواباز ایم ایم عالم صاحب کی روح طویل علالت کے بعد گزشتہ دنوں اس عالم فانی سے جہانِ باقی کو پرواز کرگئی۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

جناب محمد محمود عالم صاحب پاکستان کے قابل فخر سپوت اور ناقابل فراموش سرمایہ تھے۔انہوں نے ۶۵ء کی جنگ میں ہندوستان کے پانچ حملہ آور جہازوں کو صرف ساٹھ سیکنڈ سے بھی کم وقت میں مارگرایا۔اور ہوابازی کے میدان میں ایسا عالمی ریکارڈ قائم کیا جو آج تک کوئی بھی نہ توڑ سکا۔اس سے قبل بھی آپ نے دشمن کے تین طیارے مارگرائے تھے۔انہیں بہترین خدمات اور اعلیٰ بہادری کے جواہر دکھانے پر دومرتبہ ستارہ جرات سے بھی نوازا گیا۔نشانِ حیدر کے بعد یہ سب سے بڑا فوجی اعزاز ہے۔آپ ایک باکمال اور اونچے درجے کے اخلاق کے حامل انسان بھی تھے۔گوکہ آپ کا تعلق بنگلہ دیش کے خطے سے تھا لیکن آپ نے بعد میں مستقل پاکستان میں رہنے کو ترجیح دی۔ایئرفورس سے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اس غازی اور مجاہدانہ صفات کے حامل انسان نے افغان روس جہاد میں بھی بھرپور حصہ لیا اور افغان مجاہدین کے ہمراہ اگلے محاذوں پر توپخانے کی کمان سنبھالی۔اس کے علاوہ دین سے وابستگی کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔کاش کہ پاکستانی فوج اور ایئرفورس کا ہر جوان آپ جیسے مجاہدانہ جذبے اور دین اسلام سے وابستگی کا پروانہ اور پاکستان کی محبت کا دیوانہ بن جائے۔

سلام اس ذاتؒ پر جس کے پریشاں حال دیوانے ۔۔۔ سنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ وحیدرؓ کے افسانے

ہیوگوشاویز امریکی استعمار کا مخالف اور محب وطن رہنما

امریکی استعمار‘ اس کے تاریخی مظالم اور اس کے ظالمانہ فوجی‘ سیاسی‘ اقتصادی‘ اور مذہبی تعصب سے بھرپور پالیسیوں کے خلاف کرہ ارض کا کون سا ملک‘ شہر اور انسان ہوگا جس کے دل میں ان کی پالیسیوں کے خلاف جذبات اور غصہ نہ پایا جاتا ہولیکن گنتی کے چند ہی ایسے بہادر افراد اور رہنما ہیں جنہوں نے امریکی آقا کی بالا دستی کو خاطر میں نہیں رکھا بلکہ اُس کی ہر وقت بھرپور مخالفت کرکے اس کے عزائم میں رکاوٹیں کھڑی کیں۔ ایسی ہی بہادر شخصیات میں کیوبا کے فیڈرل کاسترو ملائیشیا کے ڈاکٹر محمد مہاتیر‘ کرنل قذافی‘ صدام حسین‘ شمالی کوریا کے رہنما کم جونگ‘ ایران کے صدر احمدی نژاد‘ شہید شیخ اسامہ بن لادن‒ ملا محمد عمر حفظہ اللہ اور وینزویلا کے عظیم رہنما ہیوگوشاویز سرفہرست ہیں جنہوں نے وقت کے فرعون اور سپر طاقت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ ہمیشہ کلمہ حق سے وائٹ ہاؤس کے ایوانوں کو لرزاتے رہے۔ اسی لئے ان کا نام تاریخ کے صفحات میں ہمیشہ کے لئے زندہ وتابندہ رہے گا۔اور امریکہ کے ہمنوا حکمرانوں کی مثال بارش کے پانی کے اُن بلبلوں کی سی ہے جو ایک لمحہ کیلئے ابھر کر ہمیشہ کیلئے مٹ جایا کرتے ہیں۔ بہادر فیڈرل کاسترو کی طرز حکمرانی اور اس کی امریکی دشمنی ابھی ماند پڑنے والی تھی کہ اسی لاطینی امریکہ کے ملک وینزویلا کے ایک مردِ حُر ہیوگوشاویز نے ۱۹۹۹ء نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ اور آتے ہی تیل سے مالا مال ملک پر قابض امریکی آئل کمپنیوں کی اجارہ داری تقریباً ختم کرادی اور اپنے عوام کے حقوق کے تحفظ اور امریکی مخالفت میں ایسی کمر کسی کہ پہلے سے فیدرل کاسترو کے ستائے ہوئے امریکہ کی چیخیں نکل گئیں۔لیکن آفرین ہیوگوشاویز کی بہادری اور جرات اظہار پر جب اس نے امریکہ میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے صدر بُش کے بارے میں کہا کہ ’’مجھ سے پہلے جو دُنیا کا عظیم شیطان خطاب کررہا تھا اس کی تقریر سے بھی مجھے سلفر اور بارود کے جلنے کی بدبو آرہی تھی۔‘‘ اور پھر اس نے ازراہ تفنن ایرانی صدر سے گرمجوشی کے ساتھ ملتے ہوئے کہا کہ ’’کب امریکہ پر میزائل گرا رہے ہو؟‘‘ دراصل یہ جذبات امریکی استعمار اور اس کے آئے روز کے بڑھتے ہوئے توسیعانہ منصوبوں کے خلاف آتش فشاں کی طرح ہر وقت اِس کی زبان سے اُبلتے رہتے تھے کیونکہ اس نے امریکہ کا مسخ کردار بہت قریب سے دیکھ لیا تھا۔اِسی بناء پر ہیوگوشاویز ایران‘ لیبیا‘ عراق‘ کیوبا اور کوریا وغیرہ کی حمایت کرتا تھا۔ ہیوگوشاویز گزشتہ دنوں طویل بیماری کے باعث اس دُنیا سے سدھر گئے۔

اِس بہادر اور عظیم رہنما کے بچھڑنے کا غم دُنیا بھر کے مظلوم لوگوں نے محسوس کیا۔ہیوگوشاویز نوآبادیاتی تسلط اور امریکی تسلط کے خلاف ایک توانا آواز تھی۔افسوس ایک مردِ جری اور امریکی مخالف جرنیل کی موثر آواز ۔ کیلئے خاموش ہوگئی۔

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۸ء

قسط (۱۸)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں.................. (مرتب)

مناجات حضرت مولانا نانوتویؒ

الٰہی غرق دریائے گناہم | تو میدانی وخود ہستی گواہم
گناہے بے عدد را بار ہستیم | ہزاراں بار توبہ ہا شکستیم
حجاب مقصدم عصیان من شد | گناہم موجب حرمان من شد
بآں رحمت کہ وقف عام کردی | جہاں را دعوت ایماں کردی
نمیدا نم چرا محروم ماندم | رہیں ایں چنین مقسوم ماندم
گدا خود را ترا سلطان چو دیدم | بدرگاہ تو اے رحماں دویدم

---

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ

منتخب اشعار سوانح قاسمی

؎ بچہ ناز رفتہ باشد زجہان نیاز مندے — کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

؎ عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد — اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

؎ مارا وداع کرد دل وعقل ہرچہ بود — الاسرنیاز برآں آستاں کہ بود

؎ بخدا کہ سینہ ام رابشگاف وجاں برون کن — کہ درون خانہ تودگرے چہ کار دارد

؎ خسرو زغمت عناں نہ تابد — تا مرکب عمر سرنیائد

؎ اندیشہ بھی جس حال کا اندیشہ جاں تھا — آنکھوں سے اسی حال کو میں دیکھ رہا ہوں

؎ ہرآنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید — زجام دہر مئے کل من علیہا فان

؎ چراغے کہ بیوہ زنے برفروخت — بسے دیدہ باشی کہ عالم بسوخت

؎ شاہوں کے مقبروں سے الگ مجھ کو گاڑیو — ہم بے کسوں کو گورغریباں پسند ہے

؎ مٹی میں کیا سمجھ کے دباتے ہو دوستو — گنجینہ علوم ہے یہ گنج زر نہیں

حضرت علی میاں کی کتاب "مذکرات السائح لشرق العربی" کا مطالعہ اور تاثرات:

اطالع مذایام عدیدیة کتاب نفس انیق للاستاذالعالم الفاضل الادیب البہی الزکی داعی الدعوة الاسلامیة مولاناالشیخ ابوالحسن علی الحسنی الندوی وکیل ندوة العلماء بالہند' وہی من مذاکراتہ القیمة اعجب بہا الدعاة للاسلام۔

المولف الفاضل ارتحل من الہند۔۔۔ فی ربوع الشرق العربی والاسلامی فی مصر والسودان والشام والحجاز وہو یتحمل صعوبات السفر راض بہذا العناء سعیدبہ۔۔۔

داعیا الی اللہ ودینہ والاسلام وعزتہ ومجدہ نعم لاشك ان الکتاب العظیم "مذکرات السائح فی الشرق العربی وہو کما قال الدکتور محمد یوسف مرسی فی مقدمتہ یشتمل علی مذکرات یجدفیہا القاری حیویتہ رافقة وروحانویة متحررة من ارہام الماضی والحاضر ' ودعوة قویة لاعادة بناء الامة الاسلامیة علی متینة من الاسلام وتقالیدہ الصحیحة کما یجد فیہا رایہ واضحاً صریحا فی کل مارأی وشاہد۔

وتدعو العرب والمسلمین جمعیاً الی تدبر ہا والافادة منہا۔ ومن سعادتی ان النسخة اللتی اطالعہا امضی علیہ المصنف النبیل واہد اہا الی الاستاذ الشیخ سیاح الدین کاکا خیل۔ ومن فضل الاخ العزیز عبدسہ کاکاخیل تیسر لی مطالعتہا۔

ہند سے مولانا عبدالحنان ہزاروی کا خط اور اس کا جواب:

۶:فروری۔ کتبت رسالۃ الی فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحنان الھزاروی فی جوابہ الذی بعث من دلھی عاصمۃ الھند اھنئہ بتشرفہ بزیارۃ قبر الشیخ المدنی قدس سرہ وھو ضریح مبارک ھنیئاً لمن سعد بھذا المجد والشرف وفی تربتہ للزائر سکون وطمانیۃ ذھب الموصوف الی دیوبند۲۸ جنوری ثم ذھب الی دلھی مرکز جمعیۃ العلماء ھند وارسل من ھنا مکتوباً باسم الوالد مدظلہ جواب الرسالۃ التمس منہ ان یشرک فی الحفلۃ السنویۃ لجمعیۃ الطلبہ الحقانیۃ التی تنعقد فی اوئل شعبان ان شاء اللہ تعالیٰ وطلب منہ التذکر فی الدعوات بمرقد الشیخ المرحوم۔

پشاور میں جمعیۃ العلماء' جماعت اسلامی اور تحفظ ختم نبوت کے مراکز کا معائنہ اور جمعیۃ الطلبہ حقانیہ کا اشتہار بنانا:

۷؍فروری: سافرت الی بشاور وصلیت الجمعۃ فی مسجد قاسم علی خان خلف المفتی عبدالقیوم بوپلزئی ولمّا کنت اخرج من المسجد فاجأنی اخی العزیز۔ ففرحت بھذا المصادفۃ وبعد الساعۃ الثالثۃ لاحظنا مرکز الجماعۃ الاسلامی ولا قینا مع اعیان الجماعۃ ثم ذھبنا الی مقر "تحفظ ختم نبوت" و مرکز جمعیۃ العلماء اسلام و مکثنا فی کل ذلک من المراکز الدینیۃ مکثاً قلیلا وتواضعوانا بالشائی وحین اللقاء والمصادفۃ بالسرور والترحیب۔ لاقینا مساءً مع بعض اخلاء نا واصدقا ئنا خصوصاً حکیم عبدالحق عرف علامہ ترنگ زئی فی ذلک الیوم لاقینا الکاتب لطباعۃ برنامج السنوی لجمعیۃ الطلبۃ الحقانیۃ واعلان الحفلۃ العظیمہ السنوی وان یطبعھا

زیارت کاکا صاحب کا سفر اور مولانا عبدالحق نافع گل صاحب اور مولانا تقویم الحق کیساتھ علمی نشست:

۱۳؍فروری: بندہ برادرم مولانا شیر علی شاہ صاحب کے ہمراہ زیارت کاکا صاحب گیا غرض "یوم چراغان" کی تقریب میں بعض اصدقا سے ملاقات اور تفریح ہی تھی۔ ظہر کے وقت جناب میاں اکرم شاہ صاحب کے دولت کدہ میں برادرم اشفاق اور انوارالحق وغیرہ کیساتھ چائے پی اور پھر قدرے آرام کیا۔ عصر کے بعد مولانا المحترم مشفق محمد عبدالحق نافع زیدمجدھم کی ملاقات کیلئے انکے دولت خانہ پر حاضری دی' نہایت خلوص اور بزرگانہ شفقت کے ساتھ ملے' دیر تک توجہ دی۔ مولانا تقویم الحق کاکاخیل فاضل دیوبند سے بھی کچھ دیر بعد ملاقات ہوئی۔ مولانا نافع گل صاحب اور تقویم الحق کاکاخیل صاحب کے حکم اور اصرار پر رات وہیں ٹھہرا۔ عشاء تک برادرم تقویم الحق کی رفاقت میں میلہ اور زیارت کی سیر کی۔

مکتوبات شیخ الاسلام کا مطالعہ: عشاء کے بعد مولانا تقویم الحق کی عنایت سے مکتوبات شیخ الاسلام جلد ثانی سے محظوظ ہوا۔ طویل‘ کٹھن انتظار اور سخت جدوجہد کے بعد اپنے شیخ کے علوم و معارف کے اس گنج گرانمایہ اور متاع دارین سے بہرہ ور ہوا تھا‘ اس لئے رات گئے ۱۲ بجے تک مولانا المحترم کی بیٹھک میں سرسری مطالعہ کرتا رہا۔ مجدد الف ثانیؒ کے بعد امام العصر مولانا مدنیؒ کے مکتوبات خالدہ ہی ایک ایسا عظیم معدن علوم و حکم ہے جس سے دل و دماغ کو سکون و جلاء سرسری نگاہ سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ رحمہ اللہ علی مرتبہ الفاضل نجم الدین اصلاحی کہ اس نے ملت اسلامیہ پر اس کے جمع و تدوین فرمانے سے ایک عظیم احسان فرمایا ہے۔ مقدمہ مولانا ابوالحسن علی ندوی کا ہے‘ طویل معلومات افزاء فٹ نوٹ مولانا نجم الدین اصلاحی کے ہیں۔

اسیر مالٹا مولانا عزیر گل اور انکے فرزند: اس کمرہ آرام میں ایک رفیق برادرم ظہیر ہیں جو سیدنا المحترم مولانا عزیر گل کے فرزند اور حضرت شیخ الہند کے نواسے اور مولانا عبدالحق نافع کے بھتیجے ہیں وہ کافی وقت سے میرے ساتھ بہت احترام اور عقیدت سے پیش آتے رہے لیکن ان کی سادگی کے بناء پر میں نے رات کی گفتگو سے انہیں پہچان لیا‘ پھر کیا تھا میں نے ان کے اولوالعزم والد مولانا عزیر گل اور شیخ الہندؒ کے متعلق گفتگو چھیڑ دی کہ یہ موقع غنیمت ہے۔ بھائی ظہیر نیک اور سادہ ہیں‘ اپنے والد کریم سے انہوں نے کماحقہ فائدہ نہیں لیا اور ان کے رموز و اسرار سے ناواقف ہیں۔ پھر بھی مولانا عزیر گل کی خانگی زندگی صفات اور خصائل کے متعلق کافی معلومات حاصل ہوئے۔ صبح کے بعد بزرگوارم مولانا المحترم عبدالحق نافع کیساتھ ۷ سے لیکر ۱۰ بجے تک مجلس رہی۔ مولانا نافع صاحب ایک عجیب شخصیت‘ بزرگانہ شان کے ساتھ محبانہ اور مشفقانہ انداز میں گفتگو کرتے رہے‘ ان کے ساتھ بھی اکابر دیوبند‘ شیخ الہندؒ‘ تحریک شیخ الہند‘ شیخ الاسلام مدنیؒ‘ دارالعلوم دیوبند‘ کے ساتھ ان کے روابط‘ مولانا عزیر گل اور دیوبند کی موجودہ حالت وغیرہ گوناگوں نادر قیمتی موضوعات پر معلومات افزا گفتگو رہی۔ میں ناچیز خوش قسمت ہوں کہ آپ نے مجھے حضرت شیخ الاسلام کا آخری مکتوب اور بعض دیگر نادر قیمتی مکتوبات بھی دکھلائے اور نہایت محبت اور شفقت کے ماحول میں ملے اور ہر طرح کی توجہ فرمائی۔

علامہ فراہی کا تذکرہ غلط فہمی تکفیر سے رجوع: میں نے علامہ حمید الدین ''فراہی'' کے زیر بحث آنے پر پوچھا کہ کیا واقعی وہ منکر حدیث جیسے ہیں تو کہنے لگے کہ ''جیسے'' کا کیا مطلب ہے‘ وہ تو ہیں ہی سخت منکر حدیث اس سلسلہ میں فرمایا کہ اولاً سارے اکابر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ وغیرہ نے انکی تکفیر کی جب حضرت شیخ کو ان کا فتویٰ پیش ہوا۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ جب تک مجھے خود تسلی و تشفی نہ ہوئی ہو میں دستخط نہیں کر سکتا‘ مولانا سید سلیمان ندوی جو فراہی کے شاگرد تھے‘ انہوں نے مولانا شبیر احمد صاحب و دیگر اکابر کی خدمت میں عریضے لکھے اور انہیں اس بات کی یقین دہانی کرانے کی کوششیں کیں کہ یہ تکفیر غلط فہمی کی بناء پر کی گئی ہے‘ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ مولانا شبیر احمد نے تکفیر

کے فتوی سے رجوع کرتے ہوئے فراہی کی تفسیق فرمائی۔

مولانا عبیداللہ سندھی اور موطا امام مالکؒ: خود مجھے مولانا عبیداللہ سندھی نے دیوبند میں موطا امام مالک کی تعریف میں فرمایا کہ نافع (مولانا نافع گل صاحب) میں موطا امام مالک کو مکہ مکرمہ میں فراہی سے منوا چکا ہوں' اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ موطا منوائی گئی۔ ورنہ وہ احادیث کو مانتے نہ تھے' بعد میں مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے ایک مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مولانا سندھی کے اقوال کا اس بارہ میں تاویل وغیرہ کردیں۔ مولانا سندھی' شاہ ولی اللہ کی کتابوں کے خصوصاً شرح موطا کے گرویدہ تھے۔

قاضی زین العابدینؒ اور قاضی انوار الدین:

یکم جنوری: مولانا قاضی زین العارفین جو نہ صرف اکوڑہ بلکہ علاقہ بھر کے قاضی تھے' انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کا خاندان مغلیہ دور سے قضاء کے منصب پر فائز رہے۔ وہ عیدگاہ میں عیدین پڑھاتے رہے۔ ان کی جگہ پر قاضی انوار الدین جو کہ ان کے فرزند ہیں' کی دستار بندی کی گئی جن کی تعلیم و تربیت حضرت والد ماجد نے حقانیہ میں کی۔ موصوف مرحوم کو دارالعلوم اور عیدگاہ کے جوار میں دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ وارضاہ۔

متفرق اہم امور:

۴؍جنوری: ترمذی شریف میں ابواب الزکوٰۃ شروع ہوا۔

۶؍جنوری: کشاف الدین برادر عثمان الدین استاد وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون' جو دادا مرحوم کے تجارتی کاروبار میں شراکت دار تھے۔

۸؍جنوری: لاہور میں بین الاقوامی اسلامی مجلس مذاکرہ (کانوکیشن) ختم ہوا۔ یہ مجلس مذاکرہ ۲۹؍دسمبر کو شروع ہوئی جس میں مشرق وسطیٰ' یورپ' ماسکو' برصغیر پاک و ہند کے مندوبین نے شرکت کی اور مقالے پڑھے۔

۹؍جنوری: قاہرہ اسلامک کانگرس نے شیخ الاسلام کی وفات پر اظہار تعزیت کی ہے۔

- مفتی سرحد مولانا عبدالقیوم پوپلزئی پر قاتلانہ حملہ ہوا' ملزم محمد شریف گرفتار کیا گیا' مولانا اس حملہ میں بال بال بچ گئے' یہ ایک منظم مسلکی سازش تھی جس کا سلسلہ ایک عرصہ سے پاکستان میں شروع ہو چکا ہے۔

فضلاء دیوبند کا عظیم الشان کانفرنس منعقد کرانے کا اعلان:

جمعہ ۱۰؍جنوری: قال مدیر العام لدارالعلوم دیوبند قاری محمد طیب قاسمی فی لکھنو أن الحفلة العظیمة لابناء دیوبند ینعقد فی ابریل 1959ء ان شاء اللہ تعالیٰ وقال ایضاً تکون الندوة ندوةً العالمیه الاسلامیه ویحضر فیه أجلاء العصر' وأعیان علماء العالم ۔ ویستفیض الحفلة والمسلمون بتحقیقاتهم العالیة و المحاضرات العلمیة الأنیقه فنرجو اللہ انجاح الحفلة العظیمة وأن یستفید العالم بفوائدہ

مقدمہ کراچی کے آخری اسیر کا انتقال: (الجمعیۃ: بترجمۃ سمیع الحق)

مات فی تلك الأسبوع أسیر مقدمة كراتشی پیرغلام المجدد السرهندی وكان من بقایا هذه المقدمة الذی ارتحل بعد وفاة الشیخ الإمام المدنیؒ وكان الامام المدنی أول من كان أفتی بتحریم التجنید العسكری فی جیوش الإنجلیز فقامت علیه مقدمة كراتشی وحُبس فیها الشیخ المدنی ' والشیخ محمد علی جوهر' والشیخ پیر غلام المجدد السرهندی والشیخ شوكت علی رحمهم الله تعالیٰ كانوا مجاهدین فی سبیل الله فوا أسفا بانتقالهم إلی الأخرة

۱۱ر جنوری: مفتی سرحد پوپلزئی صاحب پر حملہ کی مذمت میں ملک بھر میں احتجاج ہوا۔دارالعلوم حقانیہ نے بھی احتجاج میں حصہ لیا۔

۱۲ر جنوری: ترجمان القرآن میں تفسیر سورۃ یوسف کا مطالعہ ختم ہوا۔

۱۴ر جنوری: طالعت ترجمان القرآن لسورۃ التوبۃ۔

مولانا شوکت احمد کی وفات:

۱۵ر جنوری: دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر نوجوان ' خوش خلق اور ذہین فاضل مولانا شوکت احمد صاحب اپنے گاؤں پیرآباد مردان میں صبح 3 بجے ناگہانی طور پر انتقال فرماگئے ۔انا للہ وانا الیہ راجعون بعدازظہر 3 بجے نماز جنازہ ہوا۔نہایت قابل' ذکی خلیق ملنسار عالم وفاضل انسان تھے' دوڈھائی سال دارالعلوم میں تعلیم حاصل کی خدا ان کے مرقد کو بقع انوار بنادے۔امین۔ ع حسرت ان غنچوں پہ جو بن کھلے مرجھا گئے

فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ مدرسہ عربیہ رستم میں مدرس رہے اور اسکے بعد مدرسہ عربیہ ہوتی مردان خیر المدارس میں خدمت تدریس انجام دیتے رہے۔

۱۶ر جنوری: دارالعلوم میں مولانا شوکت احمد مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے اجتماعی طور پر ختم کلام پاک کیا گیا۔

شیخ التفسیر مولانا طاہر پنج پیر کا توحید کے موضوع پر خطاب:

انعقد اللجنة الاسبوعیه لجمعیة الطلبه الحقانیة حسب العادة فی "دارالحدیث"وكان من خصوصیته ان القی فیه الاستاذ الشیخ مولانا محمد طاهر صاحب شیخ التفسیر بموضع پنج پیر خطابا علمیًا تحقیقیا بسیطا علی دقائق التوحید والشرك ومصادفة الحق والباطل واوضح فی اضواء التاریخ من مبدء العالم منازعة ابلیس مع المؤمن واهل الشرك والتوحید وقال ان المسلمون اكثرهم ولاسیما فی هذا الاوان یرتكبون البدع و یتلبسون الحق بالشرك والجهل اعاذنا الله تعالیٰ وكان خطابه العلمیة الانیقة نافعاً وكاملا فی موضوعه مفیداً للطلبة ویدل علی سعة نظره فی بحث التوحید الذی هو صفة امتیازه

اپنے استاذ محترم مولانا عبدالغفور سواتیؒ کی اولاد کے بارے میں نیک تمنائیں

۱۹/جنوری: أرسل الأخ العزيز عبدالشكور سلمه الله تعالىٰ خلف سيدى وأستاذى الشيخ عبدالغفورقدس الله سره العزيز رسالة عن أحواله ويشكومنى بتأخير الجواب' اللهم انهم أبناء شيخى فاحفظهم بالسلامة والعافية' واجعلهم خلفاء صادقين لاستاذى المرحوم' وأن يخدمو الدين القويم كما يتمناه شيخنا

متفرقات:

- وصل رسالة السيد أزهر شاه قيصر" يخبر عن مرض والدته زوجة امام العصر سيد انور شاه كشميرى ويعتذر عن عدم إرسال الكتب من الهند'
- وصل مكتوب الشيخ "مبارك على حفظه الله ورعاه نائب المدير العام ب " دارالعلوم ديوبند" يعزّى الشيخ المدنى إلى والدى المكرم ويذكر انه مريض مرتاض من ايام فنرجوالله ان يشفيه شفاء عاجلاً
- ۲۰/جنوری: طالعت المجلة الشهرية "التمدن الاسلامى" مجلة زاهرة غراء تصدر من "دمشق" يثلج به الصدور ويقرّبه العيون
- واطالع رسالة "الاسلام ودعوته" لاستاذ مسعود الندوى" يتعارف المصنف فى هذه الرسالة الجماعة الاسلامية ودعوتها وأهدافها والرسالة مقتطفة من كتابه المفصل " تاريخ الدعوة الاسلامية فى الهند"

وتيسّرلى مطالعتهما بعناية الصديق المحترم عزيز الرحمن الحيدرى وكذا كتاب الاستاذ ابى الاعلى المودودى حديث و قرآن

مولانا شوکت فاضل حقانیہ اور مولانا گل بادشاہ کے فرزند کے انتقال پر تعزیت کیلئے جانا:

ذهبنا إلى تعزية الشيخ شوكت احمد" (پیرآباد مردان) مع والده عبدالاحد وقت الصباح مع الشيخ سلطان محمود ناظم دائرة الاهتمام ' وكان سفرنا إلى بلدة نوشهره بالدراجة ' ثم إلى بلدة مردان بالاوتوبيس ثم إلى موضع پیرآبادبالدراجة ' وهذه القرية بمسافة سبعة أميال' من "مردان" وصلينا الجمعة فى پیرآبادثم تعزينا الشيخ عبدالأحد والد الشيخ الفاضل المرحوم ثم زرنا مرقده مع رفقة وطائفة من قرنائه ' وأخيه' ثم عُدنا بالدراجات وقطعنا النهر (كلپانى)بالسفينة ' ورجعنا وقت الغروب الى "مردان" ثم ذهبنا الى موضع "سواڑيان "لنعزى الشيخ الاستاذ مولانا گل بادشاه الأمير لجمعية العلماء "بسرحد" بوفاة ولده الصغير المسمى ب "جميل الرحمٰن" الذى مات بالأمس' وبتنا الليلة فى منزل مولانا گل بادشاه

گرامی بھی 'الولد سولابیہ' کا صحیح مصداق ہے۔ آپ ایک ممتاز عالم دین، ایک محقق فقیہ، ایک منفرد مصنف، ایک ماہر اُستاد اور ایک سلجھے ہوئے سیاست دان اور سینٹر، ایک حق گو، خطیب اور ایک سلیقہ شعار انشاء پرداز اور مجلہ الحق کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ ماشاء اللہ آپ کی اولاد بھی انہی محاسن واوصاف سے خوب خوب تہذیب یافتہ اور سرفراز ہے۔

حضرت مولانا سمیع الحق سینٹر کی زیرنگرانی اور مولانا راشد الحق سمیع کی زیرادارت ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک پاکستان کے ان چند منفردانہ خصوصیات کے حامل مجلات میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں، جن کی دینی، علمی، ادبی اور سیاسی حیثیت پورے عالم اسلام میں مسلمہ ہے اور جس کے دینی، علمی، تاریخی اور سیاسی مضامین سے اُردو دان علماء و محققین خوب خوب استفادہ کررہے ہیں۔

اس وقیع مجلہ الحق کے سالانہ شمارے میں اگرچہ کچھ سالوں سے اشاعت پذیر مضامین کا اشاریہ بالالتزام شائع کیا جارہا ہے لیکن جدید تقاضوں اور لائبریری سائنس کے اُصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے علماءِ کرام، محققین اور طالبعلموں کیلئے ایک مفصل اور مکمل اشاریہ کی اشد ضرورت تھی۔ نصف صدی پر محیط مکمل اشاریہ مرتب کرنے کی سعادت، اللہ ربّ العزت نے نوجوان محقق اور اعلیٰ علمی وادبی ذوق رکھنے والی شخصیت برادر مکرم جناب محمد شاہد حنیف صاحب (انچارج شعبۂ رسائل وجرائد، مجلس تحقیق اسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور) کے حصے میں ڈالی۔ جنھوں نے پوری دلچسپی اور عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے مجلہ الحق اکوڑہ خٹک کے ۴۵ سال پر محیط عظیم دینی، علمی اور اَدبی تحریری سرمائے کا جائزہ لے کر اسکا مکمل موضوع وار اور مصنف وار اشاریہ تیار کیا ہے۔ جوایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجلہ الحق میں اشاعت پذیر تمام مقالات ونگارشات اور دیگر لوازے کا اس تحقیقی اور علمی ء انداز میں اشاریہ کا مکمل ہونا ایک ایسا تاریخی کارنامہ ہے جو تحقیقی، علمی دُنیا میں میں ہمیشہ تابندہ رہے گا۔ یہ اشاریہ نہ صرف جدید تقاضوں کے سامنے رکھ کر بنایا گیا ہے، بلکہ اس سے قبل شائع شدہ کئی اشاریوں کی خوبیاں اور خامیوں کے سامنے رکھ مرتب کیا گیا ہے۔ اس اشاریے سے کسی بھی محقق کیلئے اپنے کسی بھی قسم کے "موضوع" کے بارے میں ماہنامہ الحق کے شائع شدہ لوازے میں استفادہ نہایت آسان ہے۔ اس اشاریے میں دی گئی سہولیات' اس سے قبل کسی اشاریے میں نہیں دیکھی گئی۔

علاوہ ازیں جناب شاہد حنیف صاحب نے ماہنامہ محدث، ماہنامہ القاسم، ماہنامہ نقیب ختم نبوت، ماہنامہ لولاک، مجلہ علوم القرآن، سہ ماہی صحیفہ، سہ ماہی اَدبیات، ماہنامہ ترجمان القرآن اور دیگر کئی رسائل کے اشاریے مرتب کیے ہیں۔ ابھی حال ہی میں سندھ یونیورسٹی نے انہی کا تیار کردہ ماہنامہ الرحیم رالولی کا اشاریہ شائع کیا ہے وہ بھی اُن کی قابلیت ومحنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مَیں ماہنامہ الحق کے اس عظیم اشاریے کی ترتیب واشاعت پر مولانا سمیع الحق حفظہ اللہ، مولانا انوارالحق حفظہ اللہ، حافظ راشد الحق، مولانا ابراہیم فانی، محمد شاہد حنیف صاحبان اور ادارہ کے دیگر ارکان کرامی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور اللہ ربّ العزت سے دُعا گو ہوں کہ وہ ان تمام افراد کی دینی، علمی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

پاسپورٹ کے حصول کے لئے تگ ودو برائے سفر دیوبند:

ثم بادرنا صباح الغد إلى مردان فلقينا بعض رفقاء نامهم مولانا عبدالودود وغيرذلك وأتينا إلى محكمة القضاء "بمردان" وهناك يقضى الخصومات ويعرض للوكلاء والمحامين والقضاة (کچھری)فلاقيت الدكتور الوكيل اى المحامى مياں أمين الدين بتوسط والد الشيخ عبدالرؤف وكان كاتب للدكتور المذكور' وهو يصدق جوائز السفر إلى الهند وسائر الممالك فحصلت قراطيس جوائز السفرمن ڈی سی فرتبتها وضبطها بالمحرر (ٹائپسٹ) وقضيت الامور اللتى يتعلق بها ثم رجعت إلى اكورة بالا وتوبيس واسافر مرة اخرى بقراطيس وتصاوير لمصدقه الصاحب المذكور والله يرجى منه ان يسهل علىّ هذاالامر بمنّه وفضله العظيمة الذاخرة۔ان التحقق بمركزنا الروحى والعلمى دارالعلوم ديوبند۔

۲۵رجنوری: أرسلت إلى الأخ العزيز عبدالشكور سلمه ابن الشيخ عبدالغفورؒ رسالة أوصيته بالصبر والاستقامة وطلبت منه أن يُرسل إلىّ أحوال والده العظيم وسوانحه

- ذهبت مع السيد نوربادشاه صباحا إلى نوشهره ولحقت بدار المرافعات والقضاء (کچہری) فأملأت اسم سيد نوربادشاه بقراطيس الضمانة بجوازالسفر ثم أعرضت القراطيس لحاكم المرافعات (اے سی) بواسطه دكتور اكبرشاه المقنن بدار المرافعات ' فصدقها وثبت الخاتم والإمضاأت على التصاوير والقراطيس ثم ذهبت مع نوربادشاه الى بشاور فأقمنا فى منزل الشيخ الحاج كرم الهى حفظه الله وطلبنا بالهاتف السيد كريم المحرر فجاء فى الساعة الرابعة مساء فاعطتيه للتصديق وهو يصله الى حاكم بساپورت هكذا فرغت من الامور التى يتعلق بى ثم التمام والفوز من الله تعالىٰ ونسئل منه النجاح والهداية بتنا فى بيت حاجى كرم الهى ثم ذهبت يوم الاربعا ۲۹ يونيو الى محطة راديو فى اليشاور ولقيت مع الاستاد عبدالودد والاستاد صاحب مخزن الادويات فى مردان كانوا متعلمين فى الدار العلوم
- ثم ذهبت الى الكلية الاسلامية (اسلاميه كالج) ولقيت هناك اخوانى محمود الحق وعبيد الرحمان ابن الخال الشيخ عبدالحنان الجهانگيروى بعد مكث الساعتين رجعت إلى البلدة مساءً

۲۹رجنوری: ماموں عبدالجمیل کو خط ارسال کیا۔محمد تقی صدیقی' نائب صدر جمعیۃ العلماء بمبئی اسٹیٹ کو رسالہ زجر الطامعین و دروع العارفین اور مدارس کمیشن کے متعلق خط بھیجا۔

متفرقات:

۲۹رجنوری: دارالعلوم کی تعمیری کمیٹی کا اجلاس دارالشوریٰ میں منعقد ہوا۔اجلاس میں تعمیر دارالاقامہ اور

حصول سرمایہ (وسائل) وغیرہ امور زیر بحث آئے' پھر ظہر کے بعد اس سلسلہ میں ایک وفد جہانگیرہ روانہ ہوا۔

یکم فروری مصر وشام کے الحاق کا فیصلہ ہوا دونوں ملکوں کا نام متحدہ عرب جمہوریہ رکھا گیا۔اور اس طرح صفحہ عالم پر ایک نیا ملک معرض وجود میں آیا۔ پانچ فروری کو اس معاہدہ کی توثیق کی گئی۔

۳۱جنوری: مجلس مشاورت (تعمیری کمیٹی) دارالعلوم حقانیہ کا تعزیتی قرارداد بروفات شیخ الاسلام مدنی اور اجلاس کی مفصل کاروائی الجمعیۃ میں شائع ہوئی۔

ایک مسیحی کا والد مدظلہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا:

۳۱ جنوری: تشرف مسیحی بالاسلام وألقیٰ علیه الوالد مدظله کلمة الشهادة فی حضور الناس قبل خطبة الجمعة والمسجد حسب العادة مملوء من الناس وسمّاه فضل الرحمن وکان اسمه الجاهلی مسیح صادق وطلب عن الناس إعانته وتألیف قلبه' وکان منظراً عجیباً یدمع به العیون وقال له الوالد انت من هذا الیوم أخونا ' ولیس فی الاسلام امتیاز الفرق وألرتبة والمسلمون کلهم إخوة و إن اکرمنا عندالله اتقانا' وانت تساوی امیر المسلمین لیس بینه وبینك فرق حسب الإ نسانیة ولك ان تقوم فی الصف الأولیٰ تمس کتفك کتف أمیرا لمومنین۔

والد ماجد کی صدارت میں نوشہرہ میں ردِ قادیانیت کا جلسہ اور مولانا لال حسین اختر کا خطاب:

یکم فروری: ارتحلنا فی القطار فی الساعة الثامنة عشاء الی "نوشهرة" لحفلة تنعقد فی المسجد الجامع تحت "ادارة تحفظ ختم نبوت" هناك انعقد اجتماعا عظیما تحت اشراف الوالد و رئاسة۔ القیٰ صاحب السماحة "مولانا لال حسین اختر" رئیس المبلغین لمجلس تحفظ ختم نبوة خطابا بسیطا' طویلاً بلیغاً ردّ فیها الفرقة الطاغیة "المرزائیة " قبحّها الله ردا بلیغاً وکذلك نقد جماعة المودودی وعرض علی الناس بعض عبارات من کتب المودودی ' رجعنا صباحا ولحقنا بدرس الترمذی مع زمیلی عزیز الرحمٰن الحیدری

۱۹رفروری: مولانا تقویم الحق مردان کالج اور برادرم عبداللہ کاکاخیل کے خطوط موصول ہوئے اور جوابات بھی دیئے گئے۔☆ ماہنامہ دارالعلوم موصول ہوا۔تعزیتی پیغامات' مراثی اور مضامین شیخ مدنی" سے مزین ہے۔

عبدالحمید صاحب شیدو کی وفات پر تعزیت:

۳رفروری: ذهبت الی عزاء الاستاذ عبدالحمید المرحوم الی شیدو وکان رحمه الله من اقارب والدتی (بنی الاخوالی) مات بالامس وعزیت ابناء ه سلطان محمود وغلام فاروق واخوانه عبدالغفور وغیرهم

ثم عدت بعد ساعتین برفاقة اخی سعید الرحمن

۲۰رفروری: مولانا عبدالحنان ہزاروی کا خط میرے نام موصول ہوا کہ میں بھارت سے واپس آ گیا ہوں اور جمعیۃ الطلبہ کے اجلاس میں شرکت کروں گا۔مولانا غلام اللہ خان نے بھی ان شاء اللہ شرکت کا وعدہ کیا ہے۔

جمعیۃ الطلبہ حقانیہ کا سالانہ اجلاس:

اتوار۲۳رفروری: جمعیۃ الطلباء حقانیہ کا شاندار اجلاس اتوار کو شروع ہوا اور بروز پیر ۲۴رفروری ۲ بجے ظہر کے بعد اختتام پذیر ہوا۔لوگوں کی کثرت،فرط شوق سامعین، انشراح قلب وسکون وطمانیت، حضرات اکابر علماء اور جمعیۃ کی تنظیم وتنسیق کے سلسلہ میں یہ اجلاس اپنی نظیر آپ تھا۔شام کے بعد پشتو ادبی ٹولنہ کے زیر اہتمام مشاعرہ منعقد ہوا جس میں ممتاز شعراء نے دارالعلوم بانی دارالعلوم اور دیگر متعلقین کے بارے میں اپنے اپنے کلام میں خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا عبدالحنان ہزاروی اور مولانا غلام اللہ خان وغیرہ کی تقریریں:

عشاء کے بعد مولانا عبدالحنان ہزاروی نے مولانا آزادؒ اور مولانا مدنیؒ کے بارے میں رقت آمیز انداز میں تعزیتی تقریر فرمائی۔اجلاس میں خطبہ استقبالیہ اور رپورٹ بھی سنائی گئی۔رپورٹ کے بعد میری طرف سے ایک تعزیتی قرارداد حضرت شیخ مدنیؒ اور مولانا آزاد کی رحلت پر پیش کی گئی۔

اس کے بعد مولانا محمد مسکین اور مولانا غلام اللہ خان راولپنڈی نے علم پرور تقریریں کیں۔دن کو مولانا قاری محمد امین، مولانا عبدالہادی شاہ منصوری اور اراکین جمعیۃ العلماء کی تقریریں ہوئیں۔یہ اجلاس جمعیۃ کی تاریخ کا انوکھا اجلاس ہے۔رات کو مولانا عبدالحنان کی کرم فرمائی سے مجھے الجمعیۃ کا عظیم ''شیخ الاسلام نمبر'' دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔اختتام جلسہ پر ۲ بجے سے ۴ بجے تک سرسری مطالعہ کرتا رہا۔علوم ومعارف کے اس گنجینے کا ہر ہر سطر حرز جان اور متاع حیات ہے۔آج کی شب برادرم عبداللہ کاکاخیل صاحب سے بھی کافی گفتگو ہوئی۔مولانا آزادؒ کے غم کو ہل کر منایا، اس پر تقریروں، دعاؤں، تذکروں اور اشکباریوں کا سلسلہ جاری ہے۔اب ان لوگوں کا تذکرہ ہی باعث تقویت وسکون واطمینان ہوتا ہے۔

۲۶رفروری: والد ماجد کے نام مولانا اسعد مدنی فرزند حضرت مدنیؒ نے دیوبند سے الجمعیۃ کا ''شیخ الاسلام نمبر'' بھیجا۔

- والد صاحب کھڈی تحصیل چارسدہ مولانا عزیز الرحمٰن کی والدہ کے تعزیت سے واپس ہوئے۔

۲رمارچ: برادرم سید عبداللہ کاکاخیل کا مکتوب بسلسلہ دعوت شادی بتاریخ ۵ مارچ ملا۔

۶رمارچ: برادرم عبداللہ کاکاخیل کی شادی میں شرکت کے لئے زیارت کاکا صاحب گیا۔جہاں ممتاز علماء کرام خصوصاً مولانا عزیر گل اسیر مالٹا کی مجلس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

امتحانات کی تکمیل اور ترمذی شریف کا آخری درس

۷/مارچ: دارالعلوم کے سالانہ امتحانات ختم ہوگئے جو کہ ۲۴ فروری کو شروع ہوئے تھے، درجہ تجوید کا امتحان قاری محمد امین صاحب نے لیا۔ ۷۰ کتابوں کا امتحان لیا گیا۔

بعد نماز جمعہ ترمذی شریف ج اول کا آخری درس حضرت قبلہ وکعبہ شیخی واستاذی ووالدی الکریم ادام اللہ برکاتہ نے ہمیں دے کر تکمیل فرمائی۔ وكان ذلك بفضل الله العلي العظيم ان يوفق هذا العبد المذنب الحقير الافقر الملوث بالذنوب والاثام سماع حديث سيد الانام حبيبه عليه الصلوة والسلام

اللہ تعالیٰ میرے استاد اور مربی حضرت والد ماجد اور شیخ الشیخ شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ اور دیگر شیوخ واساتذہ خصوصاً مصنف علام امام ترمذیؒ کو مقامات قرب اور اعلیٰ درجات پر فائز کردے آمین اور ہم کو مشکوٰۃ نبوت کی روشنی سے مستفید فرمائے۔ امین یا الٰہ العالمین

۱۱/مارچ: درس بخاری شریف کی اختتامی تقریب کی کاروائی برادرم سید شیر علی شاہ نے خدام الدین اور الجمعیۃ کو ارسال کردی۔

مولانا عبدالغفور عباسی کی دارالعلوم آمد کی وجہ سے مولانا سعید الرحمٰن کی شادی میں شرکت سے معذوری:

۱۳/مارچ: صدیق مکرم برادر عزیز محترم مولانا سعید الرحمٰن صاحب بہبودی کی شادی خانہ آبادی اللہ تعالیٰ سرور و کامیابیٔ فراغت واطمینان کا باعث اور موجب ترقی دارین بنا کردے آمین۔ بندہ مشاغلِ آمد مولانا عبدالغفور عباسی المدنی مدظلہ کی وجہ سے شرکت کرنے سے معذور رہا۔ مولانا عباسی مدنی کل دارالعلوم تشریف لارہے ہیں۔ ان کیلئے احقر نے سپاس نامہ تیار کیا ہے۔

۱۴/مارچ: حضرت مولانا احمد سعید مدظلہ جمعیۃ العلماء ہند کے صدر منتخب کئے گئے۔ اس کا اعلان مولانا حفظ الرحمٰن نے ۱۴/مارچ کے سرکلر میں کیا۔

- آج ترمذی شریف کا امتحانی پرچہ ہوا۔

سفر بہبودی مولانا عبدالرحمان کاملپوری کے توجہات:

۱۶/مارچ: آج برادرم سعید الرحمٰن کی شادی کی مبارکباد کے لئے شام کو بہبودی پہنچا۔ رات دیر تک گفتگو کا دور چلتا رہا۔ ان کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ کی توجہات بھی حاصل ہوتی رہیں۔ اگلے دن ۱۲ بجے جہانگیرہ آیا۔ رات یہیں قیام کیا اور پھر منگل کو اکوڑہ واپسی ہوئی۔ اور پھر برادرم قاضی عطاء الرحمٰن کے ساتھ بدرشی شیر افضل خان صاحب سے ملنے گیا، امان گڑھ ٹکسٹائل ملز کا معائنہ بھی کیا، شام کو واپسی ہوئی۔

متفرقات:

- نائب مہتمم دارالعلوم دیو بند کے نام خط ویزہ کے حصول کے لے ارسال کیا۔
- مولانا سید اسعد مدنی کے نام خط بسلسلہ اجراء نیا رسالہ جو حضرت مدنیؒ کے انتساب سے شائع ہوگا' لکھا۔
- الجمعیۃ ۔ منہاج اور ترجمان اسلام کو حضرت مولانا عبدالغفور عباسی کی دارالعلوم تشریف آوری کے سلسلے میں مضمون ارسال کیا۔

۲۰/مارچ: والدہ ماجدہ کو بغرض علاج حکیم صاحب گنڈھیری مردان لے گیا۔ رات کو واپسی ہوئی۔

۲۱/مارچ: برادرم عزیز الرحمٰن حیدری کو لاہور اور برادرم مولانا خیرالامان کو سوات خطوط بھیجے۔

جمعہ ۲۱/مارچ: آج ۲ بجے شب کو رویت ہلال کی شہادت موصول ہونے پر جمعہ کے دن رمضان کے آغاز کا اعلان کردیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس بابرکت مہینے سے مستفید ہونے کی توفیق دا۔

۲۲/مارچ: برادرم شیر علی شاہ کو پشاور خط بھیجا۔

- مسجد قدیم میں تراویح میں ختم قرآن پاک حافظ سید نور بادشاہ نے شروع کیا۔

۲۵/مارچ: والد صاحب تقریب ختم کلام پاک میں شرکت اور خطاب کے لئے مردان تشریف لے گئے۔

۳۰/مارچ: والد صاحب عبدالخالق خلیق صاحب کے بھائی کے جنازہ میں شرکت کے لئے پشاور گئے۔

پاسپورٹ کا حصول:

یکم و ۲ اپریل: پشاور گیا' جہاں مولانا شیر علی شاہ کے ہمراہ اسلامیہ کالج برادرم محمود الحق وعبیدالرحمٰن سے ملاقات کے لئے جانا ہوا۔ افطاری وہاں کی۔ رات کو حاجی کرم الٰہی صاحب کے ہاں ٹھہرا۔ پاسپورٹ بھی وصول کیا' جس کا نمبر 539887 تاریخ اجراء ۔ ۱۹/مارچ ۱۹۵۸ء ہے۔ ۳/اپریل کو واپسی ہوئی۔

۴/اپریل: مکتوبات شیخ جلد۲ کا مطالعہ جاری ہے۔ تقریباً ختم ہونے کے قریب ہے۔ والحمدللہ

۹/اپریل: ناظم مولانا سلطان محمود صاحب کی معیت میں عمرزئی جانا ہوا۔ قاضی فضل دیان کے ہاں ٹھہرے' شام کو ترناب گئے واپسی جمعرات کے دن ہوئی۔

۱۱/اپریل: تنگی حکیم صاحب کے ہاں گئے۔ وہاں رات قیام کیا اگلے دن واپسی ہوئی۔

۱۲/اپریل: اجمل خٹک کی والدہ رحلت کرگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۱۵/اپریل: والد صاحب شاہ منصور (صوابی) جلسہ میں شرکت کے لئے گئے۔

❀ ❀ ❀ ❀

اولیاء اللہ کے اوصاف

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ (سورۃ یونس ۶۳۔۶۲)

''خوب سن لو قیامت کے دن (جب تمام لوگوں کو اللہ کے عذاب اور معصیت میں مبتلا ہونے کا خوف ہوگا۔ اللہ کے دوستوں کو (عذاب) کا کوئی فکر واندیشہ نہ ہوگا اور نہ وہ (اپنی کسی امید کی ناکامی کے) غم میں مبتلا ہوں گے یعنی ان کی ہر آرزو پوری کی جائیگی۔''

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگ:

وعن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یقول رُبَّ اشعث اغبر ذی طمرین مصفح عن ابواب الناس لواقسم علی اللہ لابرّہ (رواہ الطبرانی)

''حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ کی روایت نقل کررہے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بہت سے پراگندہ بال، گردآلود، پرانی چادروں، لوگوں کے دروازوں سے ہٹائے جانے والے کہ اللہ کے (اعتماد) پر قسم کھالیں اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا فرمادیتے ہیں۔''

اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے کسی بندے کو ظاہری میلا کچیلا، پراگندہ حال وبال دیکھ کر اسے اپنے سے کمترمت سمجھو۔ تمہیں کیا معلوم اگر یہ اللہ کا محبوب اور ولی ہو اور اکثر ایسے حال میں رہنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے ولی اور خاص بندوں میں سے ہوتے ہیں، جنہیں بظاہر تو حقیر سمجھ کر ان سے اپنے آپ کو شریف اور عزت دار سمجھنے والے بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتے مگر مالک الملک کے ہاں ان کی وہ قدر وعظمت ہوتی ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم اٹھائیں کہ ایسا ہوگا یا نہ ہوگا تو اللہ ان کی لاج رکھنے کے لئے فوراً ان کی قسم کو پورا فرمادیتے ہیں۔

ولی کون؟

برادران عزیز! آیت کریمہ میں اولیاء کا لفظ آیا ہے جو جمع ہے ولی کی۔ طلباء علماء کو معلوم ہے کہ ولی کا اطلاق کتنے

معانی پر ہوتا ہے۔اتنا جانئے کہ ولی کا مادہ ولایت سے ہے اور ولایت کے معنی دوستی رکھنا ہے' ولی کے معنی دوست کے ہیں۔ مجھے اس تلاوت کردہ آیت میں دو امور کی وضاحت کرنی ہے۔ایک یہ کہ ولی کون ہوتا ہے جس کی جمع آیت طیبہ میں اولیاء آئی ہے۔ میں نے پہلے اشارہ کردیا کہ دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا آپس میں اتصال اور تعلق' مجازی طور پر اس سے قرب بھی لیا جاتا ہے۔خواہ یہ قرب مکان' زمان کی ہو' یا اپنی اعتقادی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ قرب دوستی اور مدد کے لحاظ سے ہو' یوں تو ہر چیز کا تعلق اور قرب اللہ تعالیٰ سے ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: نحن اقرب الیه من حبل الورید یعنی رگ جاں سے بھی ہم زیادہ بندے کے قریب ہیں۔ اگرچہ اس کی حقیقی کیفیت کا جاننا انسان کے بس میں نہیں لیکن ایک قرب جو بے کیف ہے اللہ کے خاص بندوں کو اس کا ادارک حاصل ہے' جسے قرب قلب کہتے ہیں جس کے کئی درجات ہیں۔

نوافل' قرب الٰہی کا ذریعہ:

ایک حدیث قدسی میں ارشاد ہے:

> عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ عن ربه تبارك وتعالیٰ قال لاتزال یتقرب إلّی عبدی بالنوافل حتیٰ اُحِبه فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصره ویده التی یبطش بها ورجله الذی یمشی بها ولئن سالنی لاعطیته ولئن استعاذنی لاعیذنّه
>
> (رواه البخاری)
>
> ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔یہاں تک کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں' جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ چھوتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگے تو اسے پناہ دیتا ہوں۔''

اس قرب ومحبت کا ابتدائی درجہ ایمان سے حاصل ہوسکتا ہے اسلئے فرمان الٰہی ہے:''اللّٰہ ولی الذین امنوا'' یعنی رب العالمین ایمان والوں کا دوست اور کارساز ہے اور اسکا آخری درجہ ولایت انبیاء کرام ہے جن کے سردار سرکار دو عالم امام الانبیا ﷺ ہیں۔آپ کے مراتب اور درجات ترقی پذیر ہیں جن کی کوئی انتہاء نہیں۔

ولی کی صفات:

محترم حاضرین! صوفیائے کرام کی اصطلاح میں جس شخص پر ولی کا اطلاق ہوتا ہے وہ شخص ہے جس کا دل اللہ کی

یاد میں ہمہ وقت مصروف ہو' اپنے پسند و ناپسند سے بچتا رہے۔ رب کائنات نے ان کے لئے جو کچھ پسند فرمالیا' اس پر نہ صرف دل و جان سے راضی ہو بلکہ عامل بھی ہو۔ فخر و مباہات اور ریا نام کی کوئی چیز اس میں نہ ہو' ایسے اولیاء کرام کا اوڑھنا بچھونا سچ بولنا' باتوں اور افعال و اعمال میں تقویٰ کا لحاظ' تکبر اور ریاکاری سے اپنے کو بچانا' شریعت کے جو اعمال و آداب اس کے علم میں ہوں ان پر سختی سے عمل پیرا ہونا ہوتا ہے دل اس کا اللہ کی محبت سے معمور و منور ہوتا ہے' اگر کسی سے دوستی ہو وہ بھی اللہ کے واسطے' نفرت' دشمنی ہو تب بھی اپنے مولیٰ جل جلالہ کی خوشنودی مطلوب ہو۔ اگر کسی کے ساتھ احسان کرتا ہے' مالک الملک کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے' اس کا کسی سے احسان نہ کرنا بھی اللہ کے رضا کی خاطر ہوتا ہے۔ انہی بزرگوں اور خوش بخت افراد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فنا کا مرتبہ حاصل کرلیا ہے۔

ولی کا ظاہر و باطن تقوی سے آراستہ ہوتا ہے جو اعمال و اخلاق مالک الملک کے غیر پسندیدہ ہوتے ہیں ان سے احتراز کرتا ہے غرور' حسد' بغض کینہ' حرص اور دینوی ہوس سے اسکا ظاہر و باطن منزہ ہوتا ہے عنداللہ مقبول خوبیوں اور اخلاق حسنہ کا مجسمہ ہوتا ہے۔ اس مرتبہ کو فناء النفس کہا جاتا ہے۔ اس مرتبہ اور عالی مقام پر پہونچ کر آدمی کے سامنے شیطان سرنڈر ہوکر اپنے ناپاک ہتھیار پھینک دیتا ہے۔

اولیاء اللہ کی عظمت و شان: سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

عن عمر بن الخطابؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ ان من عباداللہ عبادا ماھم بأنبیاء ولا شھداء تغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیامۃ لمکانھم من اللہ قیل یارسول اللہ ﷺ خبرّنا من ھم وما اعمالھم فلعلنا نحبھم ۔قال ھم قوم تحابوا فی اللہ علی غیر ارحام بینھم ولااموال یتعاطون بھا فواللہ ان وجوھھم لنور وانھم علی منابرمن نور لایخافون اذا خاف الناس ولایحزنون اذا حزن الناس ثم قرأ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ (رواہ الترمذی)

''حضرت عمر بن خطابؓ روایت کررہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے میں نے سنا اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء لیکن قیامت کے دن ان کے مرتبہ قرب کو دیکھ کر انبیاء کرام اور شھداء رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے اور ان کے اعمال کیا تھے شاید ہم بھی ان کو پسند کریں۔ فرمایا جو بندگان خدا سے محض اللہ کی رضا کیلئے محبت رکھتے ہیں۔ اس (محبت میں) نہ انکی باہم رشتہ داریاں ہیں نہ مالی لین دین (کہ ان وجوہات کی وجہ سے محبت ہو) خدا کی قسم ان

کے چہرے (جسم) اعلیٰ ترین نور سے منور ہوں گے یہ لوگ نور سے مرصع کرسیوں پر تشریف فرما ہوں گے۔ جب اور لوگوں کو عذاب کا خوف ہوگا ان کو بالکل خوف نہ ہوگا جب اور لوگ غم میں مبتلا ہوں گے وہ غمگین نہ ہونگے۔"

پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اتباع سنت، حصول ولایت:

محترم حاضرین! اب یہ بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ حصول ولایت کا سب سے افضل ترین اور آسان طریقہ اتباع سنت اور آپ کی مکمل پیروی ہے۔ اس سے ہٹ کر ولایت کا حصول ناممکن ہے۔

جاہل پیروں کا انجام: آج کل کے شعبدہ بازوں، مکاروں کو دین سے نابلد عوام اولیاء اللہ تصور کر کے (نعوذ باللہ) ان کی پوجا تک شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر گمراہی یہ کہ بعض لوگوں کو ولی سمجھ کر ان کا ہر قول قبول کرنے کے لائق اور انکے ہر عمل کو قابل تقلید سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ خواہ وہ قرآن وسنت کے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ یہ لوگ اگر چہ اس فرد کی فرمانبرداری تو ضرور کرتے ہیں مگر ایسے امور جن کو اللہ نے اس کے محبوب ﷺ کے ذریعہ بھیجا اور ان کی طرف سے بھیجی گئی خبروں کو سچ جاننے اور انکے ارشادات کی تعمیل کرنے کو تمام عالم پر فرض کیا ہے، مخالفت کرتے ہیں نتیجہ پھر یہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اور مخالفت پہلے تو اس گمراہ فرد کی اطاعت پھر بدعت اور نافرمانی اور آخر کار کفر اور ضلال پر منتج ہوجاتی ہے ان لوگوں کی فہرست میں یہ لوگ بھی شامل ہوجاتے ہیں، جن کے بارے میں رب العزت جل جلالہ کا ارشاد ہے اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھائے گا اور (چلا کر) کہے گا کاش میں نے رسول ﷺ کا طریقہ اختیار کیا ہوتا افسوس صد افسوس کاش میں فلاں کو اپنا (ولی) دوست نہ بناتا جس نے مجھے بھٹکا کر ذکر خدا سے بھٹکایا جبکہ مجھے اس کی خبر بھی پہونچ چکی تھی اور (یقیناً) شیطان آدمی کو بڑا دھوکہ دینے والا ہے" بلکہ وہ لوگ ان نصاریٰ کی طرح ہیں جنکے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "بجائے اللہ کے عالموں اور درویشوں کو اپنا رب بنالیا۔" اس آیت کے بارے میں جناب عدی بن حاتمؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ نصاریٰ نے تو انکی پرستش نہیں کی پھر اس فرمان الٰہی کا کیا مطلب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ان کی تابعداری تو کی اور خدا کے علاوہ اور کسی کی تابعداری کرنا گویا پرستش ہے اور اس کو اپنا معبود ٹھہرانا ہے۔

مخالف سنت، ولی اللہ نہیں: اس آیت کی روشنی میں اب آپ حضرات کو سمجھ لینا چاہیے کہ جو پیغمبر علیہ السلام کے ارشاد کے ذرہ برابر بھی خلاف کر رہا ہے اور کسی دوسرے کو ولی سمجھے اور عقیدہ یہ بھی ہو کہ جس کا متبع ہے و ن ہے۔ اور یہ سمجھے کہ ولی کا قول وفعل اللہ اور رسول کے احکامات کے خلاف نہیں ہوتے اور اس کی پیروی کرے تو ایسا

مولانا رشید احمد حقانی

حضرت مولانا نور محمدؒ......خلوص و وفا کا پیکر

بلوچستان کے معروف عالم دین شیخ الحدیث مولانا نور محمد صاحب گزشتہ عرصے انتقال کر گئے۔ آپ ۱۹۴۹ء میں پیدا ہوئے' آپ کے والد کا نام لعل محمد تھا۔ آپ کا تعلق خواجہ زئی قوم سے تھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ سات سال کی عمر میں اپنے ماموں مولوی جمال الدین مرحوم کے ہمراہ بدوان چلے گئے' وہاں کی مسجد میں تعلیم حاصل کی' بعدازاں انمبرگ' نوحصار' قلعہ کانسی کی مسجدوں سے بھی تعلیم حاصل کی' پھر مولانا عبدالغفور کے مدرسے عربیہ مظہر العلوم شالدرہ میں ان کے شاگرد رہے۔ تکمیلی کتابیں' خیالی' قاضی حمداللہ' صدراء ملاعبدالغفور وغیرہ حضرت مولانا عبداللہ جان نمرشینان پشین والے کے ساتھ پڑھیں۔

بعد میں عالم اسلام کی عظیم یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک چلے گئے' وہاں پر موقوف علیہ اور دورہ حدیث کی تعلیم حضرت مولانا عبدالحق ؒ' مولانا عبدالحلیم زربویؒ' مولانا محمد علیؒ اور مفتی محمد فریدؒ سے حاصل کی۔ ۱۹۶۸ء (۱۳۸۹ھ) میں وفاق المدارس العربیہ کے امتحان میں اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔

اجازت حدیث:

اجازت حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ' حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے ملی۔

قرأت و تجوید کی تعلیم ۱۹۶۵ء بمطابق ۱۳۸۶ھ میں جامع مسجد عیدگاہ توغی روڈ میں حضرت مولانا قاری غلام نبیؒ سے حاصل کی۔ ۱۹۶۸ء میں جامعہ مخزن العلوم خانپور میں ترجمہ قرآن حافظ الحدیث و مفسر القرآن حضرت مولانا عبداللہ درخواستی سے پڑھا۔ ۱۹۶۹ء بمطابق ۱۳۹۰ھ میں مدرسہ مظہر العلوم شالدرہ میں سلم العلوم' کافیہ' میبذی وغیرہ کتابوں کی تدریس شروع کی۔ یہاں تین سال متواتر تعلیم دیتے رہے۔ بعدازاں دو سال جامعہ تجوید القرآن میں جلالین شریف' مشکوٰۃ شریف' وغیرہ کا درس دیا۔ اسی طرح ''کلی کواس'' ٹھنڈا زیارت میں مولانا نیاز محمد کے مدرسے کے بعد کلی شابو کے جامع مسجد عیدگاہ میں درس دیتے رہے۔ حضرت مولانا نور محمدؒ کے شاگرد پاکستان کے علاوہ افغانستان میں بھی موجود ہیں۔ جو اپنے اپنے مدرسے میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

آپ نے تدریسی مصروفیات کے ساتھ ساتھ چند تحقیقی کتابیں بھی تالیف فرمائیں۔ ا: مقدمۃ الحدیث۔ ۲: انوار ایمان فی ظلمات الدوھام۔ ۳: نور السیاسۃ الشرعیہ۔ ۴۔ مقدمۃ القرآن۔

تبلیغ دین اسلام:

دینی تعلیم کو عام کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنے گاؤں میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ اس کے بعد ۱۹۷۷ء ۱۳۹۸ھ میں پشتون آباد پر ایک مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ کا قیام عمل میں لایا' جس کا سنگ بنیاد حضرت مولانا نور محمدؒ کے استاد حضرت مولانا عبدالحلیم زروبویؒ سے رکھوایا۔

درس وتدریس کے ساتھ ساتھ سیاست سے بھی وابستگی تھی اور شروع ہی سے جمعیت علمائے اسلام سے منسلک تھے ۔۱۹۸۸ء میں جمعیۃ علماء اسلام کے ٹکٹ پر پی بی (ون) سے صوبائی اسمبلی بلوچستان کے ممبر منتخب ہوئے۔ اوروزیر بلدیات کا قلمدان سنبھالا اور ساتھ ہی جمعیت علماء اسلام ضلع کوئٹہ کے امیر رہے۔

دوسری مرتبہ جمعیت علماء اسلام کے ٹکٹ پر ۲۰۰۲ء میں قومی اسمبلی این اے ۲۵۹ پر کوئٹہ سٹی کی سیٹ پر پشتون خواہ کے سربراہ محمود خان اچکزئی کو بھاری اکثریت سے شکست دے کر کامیاب ہوئے۔

وزارت اور ممبر قومی اسمبلی بننے سے پیشتر کئی مرتبہ قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور دوران وزارت بھی حضرت مولانا نور محمدؒ نے بادشاہی میں فقیری کے ساتھ درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ دور اقتدار میں نہ جائیداد بنائی اور نہ اقرباء کو ملازمت پر رکھا۔ گاڑی تو دور سائیکل تک نہ خریدی اورزندگی کے آخری لمحوں تک نہ سیاست چھوڑی اورنہ ہی درس وتدریس کا سلسلہ منقطع کیا۔

حضرت مولانا نور محمد مرحوم شیخ جمعیت علماء اسلام' عالم باعمل مجاہد کبیر اور کوئٹہ کے اسامہ کے القاب سے مشہور تھے۔ یہی وجہ تھی کہ باطل پرست بھی آنجناب کوعزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

رحلت: بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر ۵ اکتوبر ۲۱۰۲ء بمطابق ۱۶ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ کو دین اسلام کی یہ روشن شمع ہمیشہ کے لئے بجھ گئی۔

خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

اب قارئین ماہنامہ "الحق" فیس بک پر بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں

facebook\Alhaq Akora Khattak

شخص صریح گمراہ ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ خود پاکیزہ ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔اس کے برعکس جو شخص طہارت کا تصور تو دور کی بات نہ کبھی نہاتا ہو نہ وضوء کرتا ہے اور نہ فرض نماز و اعمال بلکہ ہروقت گندگی میں لتھڑا رہتا ہے' کتوں سے تعلق اور گندگی وغیرہ گندے مقامات میں پڑا رہتا ہے اور شیطان کے علاوہ کسی کو پسند نہیں کرتا' معمولی عقل رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ کیسے ولی ہے؟ اس لئے کہ عقائد کے بارہ میں جو کتب ہیں ان کے مطابق ولی وہی ہے جو خدا اور اسکے صفات کو جانتا ہو' عبادت الٰہی سے کسی وقت غافل نہیں ہوتا' گناہوں اور حرام باتوں سے بچتا رہے۔نجاست سے آلودہ نہ ہو اور نہ عبادات کا تارک ہو' نہ مجنوں و بے عقل ہو اور گندگیوں میں لتھڑا ہو۔بدقسمتی سے اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان کا شناخت نہ کرنے اور ان دونوں طبقوں کی حقیقت نہ جاننے والے افراد اس مرض میں مبتلا ہو گئے۔

ولی کی پہچان: معزز حضرات! ولی کی پہچان تو یہ ہے کہ اذا رؤوا ذکر اللہ کہ ان کو دیکھا جائے تو ان کے دیکھنے سے رب العزت جلالہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔دل میں سرور اور روحانی کیفیت پیدا ہو کر ذکر اللہ کی طرف میلان پیدا ہو' نماز کی طرف دل متوجہ ہو' خوف خدا اور آخرت کی یاد تازہ ہو' یہی ایک ولی کی پہچان ہے۔درمنثور کی ایک روایت میں ارشاد ہے:

عن سعید ابن جبیر ان رسول اللہ ﷺ سئل من اولیاء اللہ فقال الذین یذکر اللہ برؤیتھم

''حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا اولیاء اللہ یعنی اللہ کے دوست کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد آجائے۔''

امام بغویؒ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں میرے اولیاء وہ ہیں جن کی یاد میرے ذکر سے اور میری یاد ان کے ذکر کرنے سے ہوتی ہے۔

صحبت اولیاء کے برکات:

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو اللہ سے قریب اور بے کیف مصاحبت حاصل ہوتی ہے اسی وجہ سے ان کی ہم نشینی گویا اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی اور ان کا دیدار اللہ کی یاد دلانے والا اور ان کا ذکر اللہ کے ذکر کا موجب ہوتا ہے ان کی مثال بزرگوں نے اس طرح بیان کی جیسے سورج کی روشنی میں رکھا ہوا آئینہ جو سورج کی شعاعوں سے جگمگا جاتا ہے اور اس آئینہ کے سامنے جو چیز رکھی جائے آئینہ کی عکس ریزی سے وہ چیز بھی روشن ہو جاتی ہے اگر اس آئینہ کے سامنے روئی یا باریک کپڑا رکھا جائے تو قرب کی وجہ سے وہ بھی جل جاتا چونکہ سورج کافی دوری پر ہے' اس لئے

دھوپ میں روئی نہیں جلتی' اللہ کے قرب اور بے کیف مصائب و مناسبت رکھنے کیوجہ سے اولیاء کرام میں اثر پذیری اوراثر اندازی کی صلاحیت زیادہ قوی ہوتی ہے اسی تاثیر اورتاثر کا تعلق اس امر کا باعث ہوتا ہے کہ ان کا حضور اللہ کے سامنے حضور کا ذریعہ اوران کو دیکھنا اوران کے ساتھ بیٹھنا اللہ کی یاد کا موجب بن جاتا ہے۔لیکن شرط یہ ہے کہ دیکھنے والے کے دل میں انکار نہ ہو کیونکہ منکر اور بداعتقاد کو کوئی فیض حاصل نہیں ہوتا۔

اولیاء اللہ سے دشمنی کا انجام:

بخاری شریف میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب

جس نے میرے ولی (دوست) سے دشمنی مول لی میں نے اس کو اپنے طرف سے) جنگ کا الٹی میٹم دیدیا ہے۔اللہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کے اس خطرناک وعید سے بچائے رکھے۔آمین۔

محترم دوستو! عام لوگ جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا کشف وکرامت کو ولایت کی لازمی اور خصوصی نشان سمجھتے ہیں' یہ تصور قطعاً درست نہیں اور یہ بھی درست نہیں کہ یہ سمجھا جائے کہ ولی کی مخصوص نشانی مثلاً عام لوگوں سے الگ لباس' امتیازی شان بان' اٹھنا بیٹھنا' ملنے کا انداز' کھانا پینا ہوگا اس تصور کا کوئی ثبوت نہیں امت کے لاتعداد اولیاء کرام کشف وکرامت سے خالی ہوتے ہیں لیکن ولایت کے اعلیٰ ترین مقام پر اللہ کے نزدیک وہ فائز ہوں گے۔کرامت وکشف کسی کے اختیار میں نہیں کہ بٹن دبا کر کشف وکرامت کا ظہور ہوگا اور بٹن آف کرنے سے سلسلہ منقطع ہوگا۔صوفیاء کرام کے نزدیک کشف وکرامت مردوں کے لئے بمقولہ ''حیض'' ہے اکثر اولیاء اس کو چھپاتے ہیں۔حضرت جنید بغدادی جو سرتاج الاولیاء کے نام سے مشہور ہیں' کے دربار میں ایک عقیدت مند نے دس سال گزار کر جاتے وقت کہا۔حضرت میں نے ان دس سالوں میں آپ کی ایک کرامت نہیں دیکھی۔فرمایا ان دس سالوں میں کوئی خلاف شریعت کام کرتے بھی دیکھا ہے کہ نہیں۔کہا نہیں۔فرمایا اصل شے اتباع سنت ہے نہ کشف وکرامت۔

اکابرین دیوبند اولیاء تھے:

محترم دوستو! ہمارے اکابر دیوبند بحمد للہ سب کے سب اپنے وقت کے بڑے بڑے اولیاء کرام تھے' اگر کوئی غوث تھا تو کوئی قطب تھا' بعض اوتاد وابدال بھی تھے' حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نے لکھا ہے کہ اس عظیم دینی ادارہ دارالعلوم دیوبند پر ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ اس کے تمام اساتذہ کرام' اکثر طلباء حتیٰ کہ دیوبند کے علمی ادارہ کے خدام' مالی صفائی کرنے والے حتی کہ گھنٹی بجانے والا بھی ولی ہوتا تھا۔گھنٹی بجاتے وقت زور زور سے یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

یہ گلشن یونہی رہے گا اور ہزاروں بلبلیں اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گی

اور یہی ارشادات جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے افتتاحی اوراختتامی تقاریب میں جامعہ حقانیہ کے باسیوں کے بارہ میں فرماتے تھے کیونکہ انہوں نے خود بھی دارالعلوم دیوبند کے علمی وروحانی ماحول میں تعلیم و تدریس کی قابل رشک طویل زندگی گزاری دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ طلباء اور خدام کے احوال کے واقف وامین تھے۔

ولی کی نشانی:

دوستو! ولی کی نشانی کے لئے صرف ایک حدیث ذکر کرکے آیت کے دوسرے حصے کا ان شاء اللہ پھر کبھی عرض کروں گا۔

وعن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ ان الله اذا أحب عبداً دعا جبرئيل فقال اني احب فلانا فاحبه قال فيحبه ' جبرئيل ثم ينادي في السماء فيقول ان الله يحب فلانا فاحبوه فيحبه اهل السماء ثم يوضع له القبول في الارض واذا ابغض عبداً دعا جبرائيل فيقول اني ابغض فلانا فابغضه قال فيبغضه جبرائيل ثم ينادي في اهل السماء ان الله يبغض فلاناً فابغضوه قال فيبغضونه ثم يوضع له البغضاء في الارض (رواه مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو جبرائیل امین سے فرماتے ہیں کہ میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں تم بھی ان سے محبت کرو حضرت جبرائیلؑ سارے آسمانوں میں اس کی منادی کرتے ہیں کہ فلاں شخص سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں تو سارے آسمان والے اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر یہ محبت زمین کی طرف نازل ہوتی ہے اور زمین میں رہنے والے انسان بھی اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ناپسند کرتے ہیں تو جبرائیلؑ کو بلا کر فرماتے ہیں کہ مجھے فلاں بندے سے بغض ہے تو بھی اسے ناپسند کر پھر وہ یعنی جبرائیلؑ تمام آسمان والوں کو آواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو فلاں بندہ ناپسند ہے۔ بس تم بھی اس سے نفرت کرو۔ پس وہ اسے ناپسند کرتے ہیں پھر زمین میں اس کے لئے بغض و نفرت رکھ دی جاتی ہے۔

مالک الملک ہم سب کو پہچان کی توفیق عطا فرما کر صراط مستقیم پر چلنے کی ہمت اور ارادہ سے مالا مال فرمادیں۔

❀ ❀ ❀ ❀

مولانا نور محمد ثاقب*

علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تصنیفی خدمات

مقالہ نگار مولانا نور محمد ثاقب دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند اور جید فضلا میں سے ہیں' خداداد صلاحیتوں کی بناء پر امارت اسلامیہ افغانستان کے چیف جسٹس کے منصب پر فائز رہے' طالبان دور حکومت میں علامہ اقبال کے فرزند جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب افغانستان کے دورہ پر گئے ان سے ملاقاتیں رہیں' وہاں کے نظام عدالت اور فقہ حنفی کی گہرائی اور جامعیت پر بحث وتمحیص اوران کی کارکردگی سے اتنے متاثر ہوئے کہ کابل سے واپسی پر ناچیز سے ملنے میری رہائش گاہ تشریف لائے۔ میری خواہش پر انہوں نے دارالعلوم کے وسیع ہال ایوان شریعت میں اپنا تاثراتی خطاب فرمایا اور جناب ثاقب صاحب کا زبردست انداز میں ذکر کیا۔ خطاب اس وقت الحق میں چھپ چکا تھا بعد میں انہوں نے اپنے سفرنامہ میں بھی ان کا ذکر کیا۔امید ہے ان کا تحقیقی مضمون علمی حلقوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ { (مولانا) سمیع الحق }

بندہ نے اُصول حدیث کے سلسلۂ مضامین کی پچھلی قسطوں میں اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی ایک سو پچاس (۱۵۰) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا۔اَب اِس حوالے سے علماء احناف کی دیگر کتابیں (اُن کے مصنفین کی تواریخ وفات کی ترتیب پر) ذکر کی جاتی ہیں:

۱۵۱۔ "كتابُ خبرِ الواحد" تاليف الامام الفقيه الأصولي الحافظ القاضي أبي موسٰى عيسى بن أبان بن صدقة البغدادي الحنفي المتوفّٰى بالبصرة في المحرّم سنة ۲۲۱ھ

۱۵۲۔ "سِمْط الثّريّا في معاني غريب الحديث" تاليف الشّيخ الفقيه اللّغوي أبي القاسم اسمٰعيل بن الحسن بن عبدالله البيهقي الحنفي، المولود سنة ۳۲۸ھ، المتوفّٰى سنة ۴۰۲ھ

۱۵۳۔ " مجمع الغرائب في غريب الحديث " تاليف الشّيخ أبي الحسن عبدالغافر بن اسمٰعيل بن عبدالغافر بن محمّد بن سعيد الفارسي القُشيري الحنفي، سِبطُ أبي القاسم القُشيري، المولود سنة ۴۵۱ھ المتوفّٰى بنيسابور سنة ۵۲۹ھ وقيل سنة ۵۳۷ھ

---

* سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان' وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیۃ افغانستان

۱۵۴. " مُتَشابِهُ أسامي الرّواة " تاليف العلّامة جارالله أبي القاسم محمود بن عمربن محمّد بن عمرالزَّمَخْشري اللّغوي حنفيّ المذهب معتزليّ المعتقد، المولود بِزَمَخْشر في رجب سنة ۴۶۷ھ، المتوفّٰى بجرجانيةِ خوارزم ليلة عرفة من سنة ۵۳۸ھ

۱۵۵. " الفائق في غريب الحديث " تاليف العلّامة جارالله أبي القاسم محمود بن عمربن محمّد بن عمرالزَّمَخْشري اللّغوي حنفيّ المذهب معتزليّ المعتقد، المولود بِزَمَخْشر في رجب سنة ۴۶۷ھ، المتوفّٰى بجرجانيةِ خوارزم ليلة عرفة من سنة ۵۳۸ھ

۱۵۶. " دُرّالسّحابة في وفيّات الصّحابة " تاليف الشّيخ الامام المحدّث الفقيه اللّغوي أبي الفضائل رضيّ الدّين الحسن بن محمّد بن الحسن بن حيدر بن عليّ القرشي العدوي العُمري الصّغاني، الحنفي، المولود بمدينة لاهورسنة ۵۷۷ھ، المتوفّٰى ببغداد سنة ۶۵۰ھ

۱۵۷. " أسنى المقاصد وأعذب الموارد " تاليف الشّيخ فخرالدّين عليّ بن أحمد بن عبدالواحد المقدسي الحنفي، المتوفّٰى سنة ۶۹۰ھ

(یہ کتاب مولف کے شیوخ کی سوانح کے بارے میں ہے، اِس میں اُنہوں نے اپنے شیوخ میں سے رجال اورنساء دونوں طبقوں کوجمع کیاہے، جن میں سے پچیس شیوخ صرف طبقۂ نساء میں سے ہیں۔

۱۵۸. " مختصركتاب التّحقيق في أحاديث الخلاف لابن الجوزي " تاليف الشّيخ الفقيه المحدّث برهان الدّين أبي اسحاق ابراهيم بن عليّ بن أحمد بن يوسف المعروف بِابن عبدالحق، الدّمشقي، الحنفي، القاضي بمصر، المتوفّٰى سنة ۷۴۴ھ

۱۵۹. " الجوهرالنّقي في الرّدعلى البيهقي " تاليف الامام الحافظ قاضي القضاة علاء الدّين أبي الحسن عليّ بن عثمان بن ابراهيم بن مصطفى بن سليمان المارديني المصري الحنفي، المعروف بِابن التُركماني، المولود سنة ۶۸۳ھ، المتوفّٰى يوم عاشوراء سنة ۷۵۰ھ

(یہ ایک ضخیم کتاب ہے، اپنے موضوع میں بہت عمدہ اوراپنے طرزِ استدلال میں بڑی عجیب ہے جوکہ مطبعہ دائرۃ المعارف سے طبع ہوئی ہے)

۱۶۰. " الكتاب الحافل في بيان المُختلطين من الرّواة " تاليف الامام العلّامة الحافظ علاء الدّين أبي عبدالله مُغُلْطاى بن قِلِيج بن عبدالله البَكْجَري المصري الحنفي، المولود سنة ۶۸۹ھ، المتوفّٰى سنة ۷۶۲ھ

۱۶۱. "التصنیف الحسن فی بیان مَنْ نُسِبَ الی أمہ من الرّواۃ" تالیف الامام العلّامۃ الحافظ علاء الدّین أبی عبداللّٰہ مُغُلْطائی بن قِلِیج بن عبداللّٰہ البَکْجَری المصری الحنفی، المولود سنۃ ۶۸۹ھ، المتوفّٰی سنۃ ۷۶۲ھ

۱۶۲. "مختصر فی علوم الحدیث" تالیف الشّیخ الامام العلّامۃ محیّ الدّین أبی محمّد عبدالقادر بن محمّد بن محمّد بن نصراللّٰہ بن سالم القرشیّ المصری الحنفی، المولود سنۃ ۶۹۶ھ، المتوفّٰی سنۃ ۷۷۵ھ

۱۶۳. "قبس الأنوار تلخیص اقتباس الأنوار والتماس الأزھارفی أنساب الصّحابۃ ورُواۃ الآثار للرّشاطی" تالیف الشّیخ الفقیہ القاضی مجدالدّین اسمٰعیل بن ابراھیم بن محمّد بن علیّ الکنانیّ البلبیسیّ ثمّ المصری الحنفی، المولود سنۃ ۷۲۸ھ، المتوفّٰی فی ربیع الآخرسنۃ ۸۰۲ھ

("اقتباس الأنوار والتماس الأزھارفی أنساب الصحابۃ ورُواۃ الآثار" عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن خلف الرشاطی (المتوفّٰی ۵۴۳ھ) کی تالیف ہے جوکہ چھ جلدوں میں ہے اور شیخ مجدالدین اسماعیل بن ابراہیم البلبیسی الحنفی نے اِس کی تلخیص کی ہے، مزید برآں علامہ سمعانی کی "الأنساب" پر علامہ ابن الاثیر کی زیادات کوبھی اِس میں منضم کردیا ہے اور پھر اِس مجموعہ کا نام "قبس الأنوار" رکھ دیا ہے)

۱۶۴. "معجم الشّیوخ" تالیف الشّیخ العلّامۃ قاضی القضاۃ بدرالدّین محمود بن أحمد العینی ثمّ المصری الحنفی، المولود سنۃ ۷۶۲ھ، المتوفّٰی سنۃ ۸۵۵ھ

۱۶۵. "منظومۃ عقود الدّررفی علوم الأثر" تالیف الشّیخ المحدّث ناصرالدّین أبی البقاء محمّد بن أبی بکربن عبدالرّحمٰن بن محمّد الصالحی الحنفی، المعروف بِابن زُرَیْق، المولود بِصالحیّۃ دمشق فی شوّال سنۃ ۸۱۲ھ، المتوفّٰی بِصالحیّۃ دمشق فی التّاسع من جمادی الآخرۃ سنۃ ۹۰۰ھ

۱۶۶. "شرح منظومۃ عقود الدّررفی علوم الأثر" تالیف الشّیخ المحدّث ناصرالدّین أبی البقاء محمّد بن أبی بکربن عبدالرّحمٰن بن محمّد الصالحی الحنفی، المعروف بِابن زُرَیْق، المولود بِصالحیّۃ دمشق فی شوّال سنۃ ۸۱۲ھ، المتوفّٰی بِصالحیّۃ دمشق فی التّاسع من جمادی الآخرۃ سنۃ ۹۰۰ھ

۱۶۷. "رجال الموطّأ" تالیف الشّیخ المحدّث ناصرالدّین أبی البقاء محمّد بن أبی بکربن عبدالرّحمٰن بن محمّد الصالحی الحنفی، المعروف بِابن زُرَیْق، المولود بِصالحیّۃ دمشق فی شوّال سنۃ ۸۱۲ھ، المتوفّٰی بِصالحیّۃ دمشق فی التّاسع من جمادی الآخرۃ سنۃ ۹۰۰ھ

۱۶۸. "کفایۃ الرّاوی والسّامع وھدایۃ الرّائی والسّامع" (فی الحدیث) تالیف الشّیخ الفقیہ الأصولی

القاضی قِوام الدّین یوسف بن حسن الحسینی الشّیرازی ثمّ الرّومی الحنفی، الشّهیرِبقاضیّ بغداد، المتوفّٰی سنة ۹۲۲ھ

۱۶۹. " الدّررالغوالی فی الأحادیث العوالی " تالیف الشّیخ العلّامة مسندالشّام فی عصرہٖ شمس الدّین أبی عبداللّٰہ محمّد بن محمّد بن علیّ بن طولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی، المولود سنة ۸۸۰ھ، المتوفّٰی سنة ۹۵۳ھ

۱۷۰. " مواھب الرّحمٰن فی الرّوایة عن الجانّ " تالیف الشّیخ العلّامة مسندالشّام فی عصرہٖ شمس الدّین أبی عبداللّٰہ محمّد بن محمّد بن علیّ بن طولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی، المولود سنة ۸۸۰ھ، المتوفّٰی سنة ۹۵۳ھ

۱۷۱. "مختصرنھایة ابن الأثیرفی غریب الحدیث " تالیف الشّیخ الامام المحدّث علیّ بن حسّام الدّین بن عبدالملك بن قاضی خان الھندی الحنفی، الشّھیرِبالمتقی، نزیل الحرمین، المولود فی الھند فی مدینة بُرھانفورسنة ۸۸۵ھ، المتوفّٰی بمکّة سنة ۹۷۵ھ

۱۷۲. " الأزھارالمنثورة فی الأحادیث المشھورة " تالیف الامام العلّامة نورالدّین أبی الحسن علیّ بن سلطان محمّد الھروی ثمّ المکّی، الحنفی، الشّھیربلقب العلّامة مّلاعلیّ القاریہ المتوفّٰی سنة ۱۰۱۴ھ

(یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں موجود تھی، شاید کہ طبع ہوکر شائع ہوئی ہو)

۱۷۳. " الھبات السّنیّات فی تبیین الأحادیث الموضوعات " تالیف الامام العلّامة نورالدّین أبی الحسن علیّ بن سلطان محمّد الھروی ثمّ المکّی، الحنفی، الشّھیربلقب العلّامة مّلاعلیّ القاریہ المتوفّٰی سنة ۱۰۱۴ھ (یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں موجود تھی، شاید کہ طبع ہوکر شائع ہوئی ہو)

۱۷۴. " رسالة فی مصطلح الحدیث " تالیف الشّیخ المحدّث الصّوفی قاسم بن صلاح الدّین الخانی الحلبی الحنفی، المولود سنة ۱۰۲۸ھ، المتوفّٰی سنة ۱۱۰۹ھ

۱۷۵. " کتاب الأعلام فی تراجم الرّجال " تالیف الشّیخ محمّد أمین بن فضل اللّٰہ بن محبّ اللّٰہ بن محبّ الدّین محمّد بن أبی بکرتقی الدّین بن داؤد الحَمَوی الدّمشقی الحنفی، المولود سنة ۱۰۶۰ھ، المتوفّٰی سنة ۱۱۱۱ھ

(مولّف نے اِس کتاب کو رجالِ حدیث کے چھ طبقات پر مرتّب کیا ہے)

۱۷۶. " شرح أصول الحدیث للبرکوی " تالیف الشّیخ داؤد بن محمّد القارصیّ الرّومیّ الحنفی نزیل مصر، المتوفّٰی سنة ۱۱۶۹ھ

(یہ کتاب دارالکتب المصریہ، مصر میں مخطوطہ کی شکل میں موجود تھی، شاید کہ طبع ہوکر شائع ہوئی ہو)

۱۷۷. " فیض الجوّاد بعلوّالإسناد " تالیف الشیخ المحدّث أحمد بن محمّد سعید بن محمّد أمین المدنی الحنفی، الشّهیر تسبهم بسفر، المولود سنة۱۱۳۸ھ، المتوفّی سنة ۱۱۹۰ھ

۱۷۸. " مجلّة النّصاب فی النّسب والکنٰی والألقاب " تالیف الشیخ الأدیب الصّوفی سعد الدّین سلیمان بن أمن الله بن عبدالرّحمٰن بن محمّد مستقیم الرّومی الحنفی، الشّهیر بمستقیم زاده المولود سنة ۱۱۳۱ھ، المتوفّی سنة ۱۲۰۲ھ

(فاضل ادیب اور مورخ اسماعیل پاشا بغدادی نے اپنی تالیف "ایضاح المکنون" میں اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بہت عظیم اور نہایت مفید کتاب ہے)

۱۷۹. " لقط اللّئالی من الجواهر الغوالی " (فی أسانید الأستاذ الحنفی) تالیف الامام الحافظ المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفیض السّید محمّد مرتضی الحسنی العلوی الزّبیدی الیمنی ثمّ المصری الحنفی (شارح" القاموس" و" الاحیاء") المولود بالهند فی بلدة بلجرام سنة۱۱۴۵ھ، المتوفّی بمصر سنة ۱۲۰۵ھ

۱۸۰. "المجموع فی المشهود والمسموع" (فی تراجم الرّجال) تالیف الشّیخ الفقیه عبدالرّحیم بن اسمٰعیل بن مصطفٰی عاکف بن بایرام المرزیفونی ثمّ الأماسی، الحنفی، المولود سنة۱۱۷۷ھ، المتوفّی سنة ۱۲۳۲ھ

۱۸۱. " الدّرّة الیتیمة فی الأحادیث القدسیّة " تالیف الشیخ ابراهیم صدقی بن حسن بن ابراهیم الأشقودروی الرّومی الحنفی، نزیل اسکدار، المدرّس فی مدرسة شمسی پاشا، کان حیًّا سنة ۱۲۴۷ھ

۱۸۲. " خلاصة الألفاظ فی مسالك الحفّاظ " (فی الحدیث) تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه محمّد عابد بن أحمد علیّ بن محمّد مراد بن یعقوب السّندی ثمّ المدنی، الحنفی، المتوفّی بالمدینة المنوّرة سنة ۱۲۵۷ھ

۱۸۳." زوال التّرح شرح منظومة ابن فرح " تالیف الشّیخ المفتی عبدالسّلام بن السّیّد عمر بن محمّد الحنفی المارديني المفتی بها، المولود سنة ۱۲۰۰ھ، المتوفّی سنة ۱۲۵۹ھ

۱۸۴." أسنی المطالب فی أحادیث مختلفة المراتب " تالیف الشّیخ السیّد محمّد بن السیّد درویش البیروتی الحنفی، الشّهیر بالحوت المولود سنة ۱۲۰۹ھ، المتوفّی سنة ۱۲۷۶ھ

(یہ کتاب بیروت میں طبع ہوچکی ہے)

۱۸۵ ." الحاشية على شرح داؤد القارصي لِأصول الحديث " تاليف الشّيخ المدرّس مصطفى بن صالح رفقم السطنطيني الرّومي الحنفي، الملقب بِشوكته المتوفّى سنة ۱۲۹۱ھ

۱۸۶ ."التعليقات على نخبة الفكرلابن حجر " تاليف الشّيخ القاضي مصطفى بن محمّد الألبستاني الرّومي الحنفي، المتخلّص بِكامل، المعروف بِابن يمليخه المتوفّى سنة۱۲۹۴ھ

۱۸۷ ." شرح القصيدة الغرامية في مصطلح الحديث " تاليف الشّيخ الفقيه المحدّث الزّاهد أبي المحاسن السّيد محمّد بن خليل بن ابراهيم بن محمّد بن عليّ بن محمّد المشيشي الطّرابلسي (طرابلس الشّام) الحنفي، الشّهيربِالقاوقجي، المولود سنة ۱۲۲۲ھ، المتوفّى في ذي الحجّة سنة۱۳۰۵ھ

۱۸۸ ." مَعدن اللّئالي في الأسانيد العوالي " تاليف الشّيخ الفقيه المحدّث الزّاهد أبي المحاسن السّيد محمّد بن خليل بن ابراهيم بن محمّد بن عليّ بن محمّد المشيشي الطّرابلسي (طرابلس الشّام) الحنفي، الشّهيربِالقاوقجي، المولود سنة ۱۲۲۲ھ، المتوفّى في ذي الحجّة سنة ۱۳۰۵ھ

۱۸۹ ."عنوان الأسانيد " تاليف الشّيخ الفقيه مفتيّ الشّام السّيد محمود بن السّيد محمّد نسيب الشّهيربابن حمزة الدّمشقي، الحنفي، المولود سنة۱۲۳۴ھ،المتوفّى سنة۱۳۰۵ھ

۱۹۰ ." جامع الأسانيد " تاليف الشّيخ الفقيه مفتيّ الشّام السّيد محمود بن السّيد محمّد نسيب الشّهيربابن حمزة الدّمشقي، الحنفي، المولود سنة۱۲۳۴ھ، المتوفّى سنة۱۳۰۵ھ

۱۹۱ ." غرائب الأحاديث " تاليف الشّيخ المحدّث الصّوفي أحمد ضياء الدّين بن مصطفى الكموشخانه وي الحنفي، النّقشبندي المتوفّى بالآستانه سنة ۱۳۱۱ھ

۱۹۲ ." رسالة في مصطلح الحديث " تاليف الشّيخ الفقيه مفتيّ الشّام محمّد عطاء الله بن ابراهيم بن ياسين الكَسم الحنفي، المتوفّى بِدمشق في العاشرمن جمادى الثّانية سنة ۱۳۵۷ھ

۱۹۳ ." التعليقات المهمّة على شروط الأئمّة " (شروط الأئمّة السّتة لِلمقدسي ، وشروط الأئمّة الخمسة لِلحازمي) تاليف الامام العلّامة المحقّق المحدّث الفقيه الأُصولي المتكلّم الشّيخ محمّد زاهد بن الحسن الكوثري الحنفي، وكيل المشيخة العثمانية سابقًا، المولود سنة۱۲۹۶ھ، المتوفّى في التّاسع عشرمن ذي القعدة سنة ۱۳۷۱ھ

۱۹۴ ." الحواشي على لَحظ الألحاظ ذيل تذكرة الحفّاظ " تاليف الامام العلّامة المحقّق المحدّث الفقيه الأُصولي المتكلّم الشّيخ محمّد زاهد بن الحسن الكوثري الحنفي، وكيل المشيخة العثمانية سابقًا، المولود سنة۱۲۹۶ھ، المتوفّى في التّاسع عشرمن ذي القعدة سنة ۱۳۷۱ھ

۱۹۵. " نقد کتاب الضعفاء للعقیلی " تالیف الامام العلّامة المحقق المحدّث الفقیه الأُصولی المتکلّم الشیخ محمّد زاهد بن الحسن الکوثری الحنفی، وکیل المشیخة العثمانیة سابقًا، المولود سنة ۱۲۹۶ھ، المتوفّٰی فی التّاسع عشرمن ذی القعدة سنة ۱۳۷۱ھ

(یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں موجود تھی، شاید کہ طبع ہوئی ہو)

۱۹۶. " فقه أهل العراق وحدیثهم " تالیف الامام العلّامة المحقق المحدّث الفقیه الأُصولی المتکلّم الشیخ محمّد زاهد بن الحسن الکوثری الحنفی، وکیل المشیخة العثمانیة سابقًا، المولود سنة ۱۲۹۶ھ، المتوفّٰی فی التّاسع عشرمن ذی القعدة سنة ۱۳۷۱ھ

۱۹۷. " التحریرالوجیزفیما یبتغیه المستجیز " تالیف الامام العلّامة المحقق المحدّث الفقیه الأُصولی المتکلّم الشیخ محمّد زاهد بن الحسن الکوثری الحنفی، وکیل المشیخة العثمانیة سابقًا، المولود سنة ۱۲۹۶ھ، المتوفّٰی فی التّاسع عشرمن ذی القعدة سنة ۱۳۷۱ھ

(علامہ کوثری نے اِس تالیف میں اپنی اسانید، شیوخ اورشیوخ الشیوخ کا تذکرہ کیا ہے اوراُن میں سے اکثر کے سوانح بھی بیان کئے ہیں اور یہ کتاب اختصار کے باوجود بہت سے فوائد پر مشتمل ہے)

۱۹۸. "أبوحنیفة وأصحابه المحدّثون" تالیف العلّامة المحقّق والبحّاثة المدقّق، المفسّرالمحدّث الفقیه الشّیخ مولاناظفرأحمد العثمانی التهانوی الحنفی، المولود فی الثّالث عشرمن ربیع الأوّل سنة ۱۳۱۰ھ، المتوفّٰی سنة ۱۳۹۴ھ

۱۹۹. " النّقد علی المَدْخل فی أصول الحدیث للحاکم النّیسابوری " تالیف الشّیخ العلّامة مولانا محمّد عبدالرّشید النّعمانی الحنفی، المتوفّٰی فی التّاسع والعشرین من ربیع الثّانی سنة ۱۴۲۰ھ

۲۰۰. " العناقید الغالیة من الأسانید العالیة " تالیف الشّیخ المحدّث الجلیل مولانامحمّد عاشق إلٰهی البرنی المظاهری الحنفی المهاجرالمدنی، المتوفّٰی سنة ۱۴۲۲ھ

(یہ کتاب مکتبۃ الشیخ، بہادرآباد کراچی سے طبع ہوکر نشر ہوچکی ہے)

اَب تک بحمداللہ اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کی دوسو(۲۰۰) وقیع تالیفات کا تذکرہ قارئین کرام کے سامنے آیا ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو آئندہ بھی اسی نوع کے مزید علمی جواہر پارے آپ کے سامنے آئیں گے۔ ان شاءاللہ۔ (جاری ہے)

وصلّی اللّٰه تعالٰی علٰی خیرخلقه محمّد وّعلٰی آله وأصحابه أجمعین

مولانا قاضی محمد نسیم *

ووٹ کی شرعی حیثیت

ووٹ امانت ہے اور اس کا صحیح استعمال اسلامی فریضہ ہے۔اس اسلامی ذمہ داری کو مفاد پرستی سڑک گلی کوچوں کھمبوں ٹرانسفارمروں اور آلو پیاز کے بھینٹ نہ چڑھایا جائے۔ملک پاکستان میں حالات دن بدن بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ انتخابات میں ووٹ استعمال کرتے وقت اسکو خالص دنیاوی معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ ووٹ امانت ہے اور اسکا صحیح استعمال دینی فریضہ ہے۔اگر اہل وطن اس دینی امانت اور اسلامی فریضہ کی ادائیگی میں ہمیشہ کی طرح سستی اور کاہلی برتتے رہے تو نہ ملک کا کوئی طبقہ محفوظ رہے گا اور نہ ہی کوئی مقام۔اگر ووٹ کا استعمال اسلامی فریضہ کے بجائے اپنے ذاتی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جاتا رہا تو خدانہ کرے یہ ملک ہی باقی نہ رہے گا۔اہل وطن کو یہ روش جو ملک میں چل پڑی ہے اگر یکسر تبدیل نہیں کی جائیگی تو ملک سے بدامنی ،غربت وافلاس ،بے روزگاری کا خاتمہ ناممکن ہوگا۔جسطرح الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے کہ وہ انتخابات کو صاف شفاف رکھنے کی ہرممکن کوشش کریں تو ساتھ ساتھ امیدواروں کے صاف شفاف ہونے کی ذمہ داری کا احساس بھی پوری تندہی سے ادا کریں۔الیکشن کمیشن سے زیادہ ذمہ داری عوام ووٹروں کی ہے کہ وہ ووٹ کو امانت اور اسلامی ذمہ داری کے طور پر استعمال کریں۔اکثر و بیشتر کئی دہائیوں سے دیکھا جارہا ہے کہ جو عوام مہنگائی غربت بے روزگاری کی ماری ہوئی ہے انتخابات کے شر بر شروع ہوتے ہی غریب عوام اور مفاد پرست اشخاص اسوقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے لیڈروں، پارٹیوں اور انکے دلالوں سے کچھ وصول کرنے کیلئے دوڑیں لگانے لگ جاتے ہیں۔نوکریوں کے حصول اور آلو پیاز کی فکر میں بے حسی ، مفاد پرستی اور ضمیر کی کمزوری بلکہ ضمیر فروشی کا ثبوت دیتے ہوئے اور ملک کی بقاء کو داؤ پر لگاتے ہوئے اپنی عزت نفس اور اپنے بڑے بڑوں کے ناموس کو پس پشت ڈال کر یہ سوداگر چھوٹے بڑے بیوپاریوں کے دروازے کھٹکھٹانے لگ جاتے ہیں الیکشن کی اصل روح اور اصل مقصد کسی کے پیش نظر نہیں ہوتا۔ ہر ایک امیدوار نے بھی اور ووٹر نے بھی اپنے مفاد کو سب کچھ سمجھا ہوتا ہے۔اوران کے مدنظر چل کی خیر کل کی خیر ہوتی ہے۔ووٹ استعمال کرنے کا مقصد ایسے باکردار لوگوں کو منتخب کرنا ہوتا ہے کہ جو ملک کے خیر خواہ ہوں۔

---

* قائم مقام مہتمم مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی

ملکی مفاد ملک کی بقاء اور استحکام کا درد رکھنے والا ہو اور نفاذ شریعت اسکی اولین ترجیح ہو۔ نہ کہ ایسے آدمی کو منتخب کریں کہ جنکا نظریہ اور مشن صرف اور صرف اپنی تجوریاں بھرنی ہوں۔

خدا اور رسول ﷺ کا باغی و منکر: امیدوار خدا و رسول ﷺ کہ دین کا باغی اور منکر بھی نہ ہو چونکہ عرصہ سے علماء ملک پاکستان اس پر خاموش ہیں اس لئے لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ بات گویا اسلام میں ناجائز بھی نہیں اور نہ یہ کوئی دین کا مسئلہ ہے۔

(الیکشن 2002ء کے سلسلہ میں شیخ الحدیث والتفسیر مولانا قاضی عبدالکریم صاحب دامت برکاتہم کا مؤقف)

ووٹ کا استعمال: کہ ہم سنی مسلمان اپنا ووٹ اس امیدوار کے حق میں استعمال کریں گے جو صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو۔ نشہ آور اشیاء کا عادی نہ ہو، جواری اور سود خور نہ ہو وطن پاکستان کو جیسے لاکھوں مسلمانوں نے جان مال عزتوں کی قربانی دے کر اسلامی نظام حکومت، نظام معیشت، نظام عدالت کے لئے حاصل کیا تھا۔ اسکی مقننہ اور با اختیار اسمبلی میں غیر مسلم شریک نہ کیا جائے۔ بالکل اسی طرح جسطرح کہ روسی نظام کا قائل امریکہ کے ریاستوں میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اور اس طرح امریکی نظام کو ماننے والا روسی حکومت میں برداشت اور شامل نہیں کیا جاتا۔ اگر ان شرطوں کا کوئی امیدوار نہ ملے تو اس سے بہتر ہے کہ پھر ووٹ استعمال نہ کیا جائے۔

ووٹ ایک شرعی شہادت: ووٹ نمائندہ کے حق میں شہادت ہے اور ہر ایکس سالہ شہادت کا اہل نہیں ہوتا شہادت کے لئے صرف بالغ ہونا کافی نہیں بلکہ جھوٹ کا عادی نہ ہونا ضروری ہے یا خوف خدا کی وجہ سے جسکی علامت کم از کم صوم وصلوٰۃ کی پابندی ہے جیسے بالا سطور میں عرض کیا گیا۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے معارف القرآن جلد دوم آیت "ان تئودوا الامنٰت الیٰ اھلھا" کے متعلق لکھا ہے آیت کا نزول اگرچہ ایک خاص واقعہ ہے لیکن حکم عام جسکی پابندی پوری امت کے لئے ضروری ہے۔ "ان اللہ یامرکم ان تئودوا الامنٰت الیٰ اھلھا" یعنی اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مستحقین کو پہنچایا کرو (اسی طرح ووٹ بھی ایک شہادت اور امانت ہے۔) جس کہ ہاتھ میں کوئی امانت ہے اس پر لازم ہے کہ یہ امانت اسکے اہل و مستحق کو پہنچادے۔

حکومت کے مناصب (عہدے) جتنے بھی ہیں وہ سب اللہ کی امانتیں ہیں جس کے امین وہ حکام اور افسر ہیں جن کے ہاتھ عزل ونصب کے اختیارات ہیں ان کے لئے جائز نہیں کہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کردیں جو اپنی عملی یا علمی قابلیت کے اعتبار سے اسکا اہل نہیں ہے۔ بلکہ ان پر لازم ہے کہ ہر کام اور ہر عہدہ کیلئے اپنے دائرہ حکومت میں اسکے مستحق کو تلاش کریں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے۔ جب دیکھو کہ کاموں کی ذمہ داری ایسے لوگوں کے سپرد کردی گئی جو اس کے اہل نہیں تو (اب فساد کا کوئی علاج نہیں) قیامت کا انتظار کرو۔ اب ہر شخص یہ

سوچ سمجھ کر ووٹ استعمال کریں کہ آیا میرا ووٹ تو ایسے شخص کے حق میں نہیں جارہا جسکا قرآن وحدیث سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ آج جو پوری دنیا خصوصاً پاکستان اسلامی ملک میں جو فساد بدامنی دہشت گردی تخریب کاری کی آگ سلگ رہی ہے یہ ہمارے غلط انتخاب کا نتیجہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے لفظ امٰنٰت صیغہ جمع لاکر اسکی طرف اشارہ کردیا کہ امانت صرف اسی کا نام نہیں کہ ایک شخص کا مال کسی دوسرے شخص کے پاس بطور امانت رکھا ہو۔ بلکہ امانت کی بہت سی اقسام ہیں جن میں حکومتی عہدے بھی داخل ہیں۔

انتخابات میں ووٹ ووٹر اور امیدوار کی شرعی حیثیت (مفتی محمد شفیع صاحبؒ) کی رسالے سے ضروری سمجھ کر تحریر کرتا ہوں۔

امیدواری: کسی مجلس کی ممبری کے انتخابات کیلئے جو امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہو وہ گویا پوری ملت کے سامنے دو چیزوں کا مدعی ہے۔ ایک یہ کہ وہ اس کام کی قابلیت رکھتا ہے جسکا امیدوار ہے دوسرے یہ کہ وہ دیانتداری سے اس کام کو انجام دے گا۔ اب اگر واقع میں وہ اپنے اس دعویٰ میں سچا ہے یعنی قابلیت رکھتا ہے اور امانت و دیانت کیساتھ قوم کی خدمت کے جذبے سے اس میدان میں آیا تو اسکا یہ عمل کسی حد تک درست ہے اور بہتر طریق اسکا یہ ہے کہ کوئی شخص خود مدعی بن کر کھڑا نہ ہو بلکہ مسلمانوں کی کوئی جماعت اسکو اس کام کا اہل سمجھ کر نامزد کردے اور جس شخص میں اس کام کی صلاحیت ہی نہیں وہ اگر امیدوار ہوکر کھڑا ہو تو قوم کا غدار اور خائن ہے۔ اسکا ممبری میں کامیاب ہونا ملک وملت کیلئے خرابی کا سبب تو بعد میں بنے گا۔ پہلے تو وہ خود غدار اور خیانت کا مجرم ہوکر عذاب جہنم کا مستحق بن جائیگا۔ اب ہر وہ شخص جو کسی مجلس کی ممبری کیلئے کھڑا ہوتا ہے اگر اسکو کچھ آخرت کی بھی فکر ہے تو اس میدان میں آنے سے پہلے خود اپنا جائزہ لے لے۔ اور یہ سمجھ لے کہ اس ممبری سے پہلے تو اسکی ذمہ داری صرف اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال تک محدود تھی کیونکہ بنص حدیث ہر شخص اپنے اہل وعیال کا بھی ذمہ دار ہے اور اب کسی مجلس کی ممبری کے بعد جتنی خلق خدا کا تعلق اس مجلس سے وابستہ ہے ان سب کی ذمہ داری کا بوجھ اسکی گردن پر آتا ہے۔ اور وہ دنیا وآخرت میں اس ذمہ داری کا مسئول اور جوابدہ ہے۔

ووٹ اور ووٹر: کسی امیدوار ممبری کو ووٹ دینے کی از روئے قرآن وحدیث چند حیثیتیں ہیں ایک حیثیت شہادت کی ہے کہ ووٹر جس شخص کو اپنا ووٹ دے رہا ہے اسکے متعلق اسکی شہادت دے رہا ہے کہ یہ شخص اس کام کی قابلیت بھی رکھتا ہے اور دیانت اور امانت بھی اور اگر واقع میں اس شخص کے اندر یہ صفات نہیں ہیں اور ووٹر یہ جانتے ہوئے اسکو ووٹ دیتا ہے تو وہ ایک جھوٹی شہادت ہے۔ جو سخت کبیرہ گناہ اور وبال دنیا وآخرت ہے۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث میں رسول کریم ﷺ نے شہادت کاذبہ کو شرک کے ساتھ کبائر میں شمار فرمایا ہے۔ جس حلقے میں چند امیدوار کھڑے ہوں اور ووٹر کو یہ معلوم ہے کہ قابلیت اور دیانت کے اعتبار سے فلاں آدمی قابل ترجیح

ہے تو اسکو چھوڑ کر کسی دوسرے کو ووٹ دینا اس اکبر کبائر میں اپنے آپ کو مبتلا کرنا ہے۔اب ووٹ دینے والا اپنی آخرت اور انجام کو دیکھ کر ووٹ دے۔محض رسمی مروت یا کسی طمع وخوف کی وجہ سے اپنے آپ کو اس وبال میں مبتلا نہ کرے دوسری حیثیت ووٹ کی شفاعت یعنی سفارش کی ہے کہ ووٹر اسکی نمائندگی کی سفارش کرتا ہے اس سفارش کے بارے میں قرآن کریم کا یہ ارشاد ہر ووٹر کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے ۔ جو شخص اچھی سفارش کرتا ہے اسمیں اسکو بھی حصہ ملتا ہے اور بری سفارش کرتا ہے تو اسکی برائی میں اسکا بھی حصہ لگتا ہے اچھی سفارش یہی ہے کہ قابل اور دیانت دار آدمی کی سفارش کرے جو خلق خدا کے حقوق صحیح طور پر ادا کرلے ۔اور بری سفارش یہ ہے کہ نا اہل ، نالائق ، فاسق ، ظالم کی سفارش کر کے اسکو خلق خدا پر مسلط کر لے ۔اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ووٹوں سے کامیاب ہونے والا امیدوار اپنے پانچ سالہ دور میں جو نیک یا بد عمل کرے گا ہم اسکے شریک سمجھے جائینگے۔ووٹر کی ایک تیسری حیثیت وکالت کی ہے کہ ووٹ دینے والا اس امیدوار کو اپنا نمائندہ اور وکیل بناتا ہے لیکن اگر یہ وکالت اس کے کسی شخصی حق کے متعلق ہوتی اور اسکا نفع نقصان صرف اسکی ذات کو پہنچتا اور اسکا یہ خود ذمہ دار ہوتا مگر یہاں ایسا نہیں کیونکہ یہ وکالت ایسے حقوق کے متعلق ہے جسمیں اسکے ساتھ پوری قوم شریک ہے ۔اس لئے اگر کسی نا اہل کو اپنی نمائندگی کیلئے ووٹ دے کر کامیاب بنایا تو پوری قوم کے حقوق کو پامال کرنے کا گناہ بھی اسکے گردن پر رہا۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا ووٹ تین حیثیتیں رکھتا ہے ایک شہادت دوسرے سفارش تیسرے حقوق مشترکہ میں وکالت تینوں حیثیتوں میں جسطرح نیک ، صالح، قابل آدمی کو ووٹ دینا موجب ثواب عظیم ہے اور اسکے ثمرات اسکو ملنے والے ہیں اسی طرح نا اہل یا غیر متدین شخص کو ووٹ دینا جھوٹی شہادت بھی ہے اور بری سفارش بھی اور ناجائز وکالت بھی اور اسکے تباہ کن ثمرات بھی اسکے نامہ اعمال میں لکھے جائینگے۔

ضروری تنبیہ: جس طرح قرآن وسنت کی رو سے یہ واضح ہوا کہ نا اہل، ظالم، فاسق اور غلط آدمی کو ووٹ دینا گناہ عظیم ہے اسی طرح ایک اچھے ، نیک اور قابل آدمی کو ووٹ دینا ثواب عظیم ہے۔ بلکہ ایک فریضہ شرعی ہے۔ قرآن کریم نے جیسے جھوٹی شہادت کو حرام قرار دیا ہے اسی طرح سچی شہادت کو واجب و لازم بھی فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ) مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے کہ سچی شہادت سے جان نہ چرائیں۔ اللہ کیلئے ادائیگی شہادت کے واسطے کھڑے ہو جائیں۔ ایک آیت میں ارشاد ہے۔ اللہ کیلئے سچی شہادت کو قائم کرو۔ تیسری جگہ ارشاد ہے۔ سچی شہادت کو چھپانا حرام اور گناہ ہے ۔ان تمام آیات میں مسلمانوں پر یہ فریضہ عائد کر دیا ہے کہ سچی گواہی سے جان نہ چرائیں۔ضرور ادا کریں۔آج جو خرابیاں انتخابات میں پیش آرہی ہیں انکی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نیک ،صالح حضرات عموماً ووٹ دینے ہی سے گریز کرنے لگے۔ جسکا لازمی نتیجہ وہ ہوا جو مشاہدہ میں آرہا ہے۔ کہ ووٹ عموماً ان لوگوں کے آتے ہیں جو چند ٹکوں میں خرید لئے جاتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے ووٹوں سے جو

نمائندے پوری قوم پر مسلط ہوتے ہیں وہ ظاہر ہے کہ کس کماش اور کس کردار کے لوگ ہونگے ۔ اسلئے جس حلقہ میں کوئی بھی امیدوار قابل اور نیک معلوم ہوا سے ووٹ دینے سے گریز کرنا بھی شرعی حرام اور پوری قوم وملت پر ظلم کا مترادف ہے۔ اور اگر کسی حلقہ میں کوئی بھی امیدوار صحیح معنیٰ میں قابل اور دیانتدار نہ ہو مگران میں سے کوئی ایک صلاحیت کار اور خدا ترسی کے اصول پر دوسروں کی نسبت غنیمت ہو تو تقلیل شر اور تقلیل ظلم کی نیت سے اسکو بھی ووٹ دے دینا جائز بلکہ مستحسن ہے۔ مختصر یہ کہ انتخابات میں ووٹ کی شرعی حیثیت کم از کم ایک شہادت کی ہے جسکا چھپانا بھی حرام ہے اور اسمیں جھوٹ بولنا بھی حرام اور اس پر کوئی معاوضہ لینا بھی حرام اسمیں محض ایک سیاسی ہار جیت اور دنیا کا کھیل سمجھنا بڑی بھاری غلطی ہے۔ آپ جس امیدوار کو ووٹ دیتے ہیں شرعاً آپ اسکی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص اپنے نظریے اور علم وعمل اور دیانتداری کی روٗ سے اس کام کا اہل اور دوسرے امیدواروں سے بہتر ہے۔ جس کام کیلئے یہ انتخابات ہو رہے ہیں اس حقیقت کو سامنے رکھیں اور اس سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

۱۔ آپ کے ووٹ اور شہادت کے ذریعے جو نمائندہ کسی اسمبلی میں پہنچے گا وہ اس سلسلہ میں جتنے اچھے یا برے اقدامات کرے گا انکی ذمہ داری آپ پر عائد ہوگی آپ بھی اسکے ثواب یا عذاب میں برابر شریک ہونگے۔

۲۔ اس معاملہ میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ شخصی معاملات میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تو اسکا اثر بھی شخصی اور محدود ہوتا ہے ثواب بھی عذاب بھی محدود۔ قومی اور ملکی معاملات سے پوری قوم متاثر ہوتی ہے۔

۳۔ سچی شہادت کا چھپانا از روئے قرآن حرام ہے اس لئے آپکے حلقہ انتخاب میں اگر کوئی صحیح نظریہ کا حامل اور دیانتدار نمائندہ کھڑا ہے تو اسکو ووٹ دینے میں کوتاہی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

۴۔ جو امیدوار نظریہ اسلامی کے خلاف کوئی نظریہ رکھتا ہے اسکو ووٹ دینا ایک جھوٹی شہادت ہے جو گناہ کبیرہ ہے

۵۔ ووٹ کو پیسوں کے معاوضے میں دینا بد ترین قسم کی رشوت ہے اور چند ٹکوں کی خاطر اسلام اور ملک سے بغاوت ہے۔ دوسروں کی دنیا سنوارنے کیلئے اپنا دین قربان کر دینا کتنے ہی مال و دولت کے بدلے میں ہو کوئی دانشمندی نہیں ہوسکتی۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ شخص سب سے زیادہ خسارے میں ہے جو دوسرے کی دنیا کیلئے اپنا دین کھو بیٹھے۔

انتخاب و ترتیب ابو معاویہ عاصم حقانی مدرس نجم المدارس کلاچی ۔ ماخذ انتخابات میں ووٹ ووٹر اور امیدوار کی شرعی حیثیت سلسلہ نمبر 887 از مفتی محمد شفیع " صدیقی ٹرسٹ کراچی۔

❁ ❁ ❁ ❁

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

عنایت اللہ گوہاٹی

افغانستان میں اتحادی افواج کی شکست اور ہلاکتیں!!!

دو ہزار ایک میں افغانستان پر امریکی، اتحادی اور نیٹو افواج کے اندھا دھند اور تباہ کن حملے کے بعد اب تک 3171 سے زائد صلیبی فوجی طالبان کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ گو کہ یہ تعداد اصل تعداد سے کئی گنا کم ہوگی کیونکہ دنیا بھر کے فوجی کبھی بھی اپنے ہلاک شدگان کی اصل اور صحیح تعداد نہیں بتاتے۔ تاہم ہلاک شدگان فوجیوں میں سب سے زیادہ تعداد امریکہ کی ہے۔ طالبان کے ہاتھوں مارے جانے والے ان امریکی فوجیوں کی تعداد 2084 ہے۔ دیگر ممالک کی ہلاک شدگان فوجیوں میں برطانیہ کے 440، کنیڈا کے 158، فرانس کے 88، جرمنی کے 56، اٹلی کے 52، ڈنمارک کے 43، آسٹریلیا کے 39، پولینڈ کے 38، سپین کے 36، نیدرلینڈز کے 25، رومانیہ کے 20، جارجیا کے 19، ترکی کے 14، نیوزی لینڈ کے 10، ایسٹونیا کے 9، ہنگری کے 7، سویڈن کے 5، چیک ریپبلک کے 5، لیٹویا کے 3، فن لینڈ کے 2، پرتگال کے 2، جنوبی کوریا کے 2، البانیہ کا 1، بیلجیم کا 1 اور لیتھوانیا کا بھی 1 فوجی شامل ہے۔

ان بدترین ہلاکتوں کے علاوہ ناجائز قابض صلیبی زخمی فوجیوں کی تعداد بھی ہزاروں میں ہے۔ اگرچہ اس جنگ میں برطانیہ کے چار سو چالیس فوجی مارے جا چکے ہیں لیکن مذکورہ ہلاکتوں کے علاوہ برطانیہ کے 2055 فوجی میدان جنگ میں زخمی ہوئے جبکہ دیگر 4226 فوجی بیمار ہوئے یا میدان جنگ کے باہر دیگر وجوہات کی وجہ سے زخمی ہوئے۔ کنیڈا کے ایک سو اٹھاون فوجی مارے گئے۔ جبکہ ان کے 2047 فوجی میدان جنگ میں یا دیگر حادثات کی وجہ سے زخمی ہوئے۔ فوجیوں کے زخمی ہونے کے لحاظ سے بھی امریکہ سرفہرست رہا ہے۔ دو ہزار چوراسی فوجیوں کی ہلاکتوں کے علاوہ امریکہ کے 18188 فوجی میدان جنگ میں طالبان کے ہاتھوں شدید زخمی ہوئے ہیں۔ موجودہ دور کے میدان جنگ کے زخمی فوجی اکثر و بیشتر عمر بھر کے لئے ناکارہ ہوتے ہیں اور کسی کام کاج کے نہیں رہتے۔ افغان جنگ کے ردعمل کے طور پر نہ صرف افغانستان بلکہ افغانستان کے باہر بھی اتحادی افواج کی ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ جن میں سپین کے 62، امریکہ ہی کے 33 جبکہ کینیڈا کا ایک فوجی شامل ہے۔ اتحادی افواج کے علاوہ افغان نیشنل آرمی کے ہزاروں فوجی، افغان انٹیلیجنس کے اہلکار اور کرزئی کے غدار حکومت کے ان گنت لوگ، طالبان

کے ہاتھوں ذلت آمیز موت مر چکے ہیں۔گذشتہ سال دوہزار بارہ افغان نیشنل آرمی کے لئے بدترین سال رہا جس میں 1000سے زائد افغان نیشنل آرمی کے اہلکار طالبان کے ہاتھوں مارے گئے۔کرزئی جیسے بدنام زمانہ غدار پختون امریکہ کے غلام نہ بنتے تو کب تک امریکہ افغانستان سے نکل چکا ہوتا۔

جہاں تک افغانستان میں اتحادی افواج کے اعداد وشمار کا سوال ہے تو اس وقت ایساف کے نیٹو کے سربراہی میں کل 49ممالک کے 102011فوجی تعینات ہیں۔جن میں سب سے زیادہ امریکہ کے 68000، برطانیہ کے 9500،ترکی کے 998،سپین کے 1606،پولینڈ کے 1770،نیدر لینڈ کے 500،اٹلی کے 4000، ہنگری کے 582،جرمنی کے 4318،فرانس کے 543،ڈنمارک کے 567،کنیڈا کے 950اور بلغاریہ کے 581فوجی شامل ہیں۔جبکہ دیگر ممالک کی اس کی نسبت کم تعداد میں فوجی تعینات ہیں۔

یہ بات حیران کن ہے کہ گو افغان جنگ کے پہلے پانچ سال میں زیادہ تر ہلاکتیں امریکی افواج کی ہوئیں۔مگر دو ہزار چھ اور دوہزار گیارہ کے درمیان دیگر ممالک کی فوجیوں کی ہلاکتوں میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا کیونکہ دوہزار چھ میں ایساف نے اپنے دائرہ اختیار میں افغانستان کے جنوبی علاقوں تک توسیع کر دی۔جبکہ قبل ازیں یہ علاقہ امریکی فوج کے براہ راست کنٹرول میں تھا۔ہلاکتوں کے لحاظ سے سال دو ہزار دس اتحادی افواج کیلئے دو ہزار ایک کے بعد انتہائی خونی اور قاتل سال رہا۔دوہزار نو میں صلیبی افواج پر 7228حملے ہوئے جو کہ 2008میں طالبان کی طرف سے امریکی وصلیبی افواج پر ہونے والے حملوں سے ایک سو بیس فیصد زیادہ تھے۔دو ہزار نو میں پانچ سو بارہ اتحادی افواج مارے گئے۔دوہزار دس میں دھماکہ خیز مواد سے ہلاک ہونے والے حملوں سے 3366فوجی زخمی ہوئے جبکہ سات سو گیارہ غیر ملکی فوجی مارے گئے۔جو کہ اس سے پچھلے سال کی نسبت باسٹھ فیصد زیادہ تھے۔سال دوہزار بارہ میں 405صلیبی فوجی مارے گئے۔

امریکہ واتحادی افواج کو صرف جانی نقصان ہی نہیں بلکہ مالی نقصان بھی بہت حد تک پہنچ چکا ہے۔افغانستان اور عراق کی جنگوں نے امریکہ کی بنیادیں ہلا کر اس کی معیشت کا جنازہ اٹھا کر اسے تباہی کے کنارے لاکھڑا کر دیا ہے۔امریکہ کے بینکس اور اہم مالیاتی ادارے ڈیفالٹ کر گئے ہیں۔جبکہ امریکہ میں غربت اور بے روزگاری بڑھی ہے۔ایک تحقیقی ادارے کے مطابق امریکہ نے دوہزار ایک کے بعد افغان جنگ میں 614,962,116,243 ڈالر(تقریباً چھ سو پندرہ ارب ڈالر)،جبکہ عراق جنگ میں 811,391,235,157ڈالر(تقریباً آٹھ سو پندرہ ارب ڈالر) جھونک دیئے ہیں۔لیکن نتیجہ واضح ہے کہ بے سروسامان اور بھوکے ننگے افغان طالبان آج امریکہ،نیٹو اور دنیا بھر کے صلیبیوں کو بدترین شکست دے رہا ہے۔حیرت انگیز طور پر نیٹو اپنی تاریخ (بقیہ صفحہ ۵۵ پر)

مولانا حبیب اللہ حقانی

دیوبند سے واپسی

(آزادیٔ پاکستان کے گمنام مجاہد کا سفرنامہ)

شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوار صاحب (فاضل دیوبند، تلمیذ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ) کا تعلق صوبہ خیبر پختونخواہ کے مردم خیز علاقہ چارسدہ کے گاؤں کوٹ ترناب سے ہے۔ حضرت کی عمر مبارک اس وقت تقریباً ۹۳ سال ہے، ابتدائی تعلیم وتربیت علاقہ ہی میں حاصل کی۔ تحصیل علم کیلئے دور دراز کے اسفار بھی کئے۔ آخر کار 1944ء میں برصغیر پاک وہند کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند زاداللہ شرفہا تشریف لے گئے۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ اور امتحان: حضرت شیخ مدظلہ دارالعلوم دیوبند میں داخلے کے مراحل کا بیان خود فرماتے ہیں ''داخلہ کا امتحان زبان (اردو) سے ناواقفیت اور امتحان سے ناآشنائی کی وجہ سے بہت کٹھن تھا، چونکہ یہاں سرحد وپنجاب میں جتنی کتابیں پڑھیں تھیں۔ ممتحن حضرت مولانا بشیر احمد خان گلاوٹیؒ تھے۔ مختصر المعانی کی عبارت میں نے پڑھی اور ٹوٹی پھوٹی اردو میں جو کچھ کہہ سکتا تھا کہا، امتحان میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔ پچاس میں سے پینتالیس نمبر حاصل کئے''۔

عرصہ قیام دیوبند اور آزادی پاکستان: حضرت شیخ پھر پانچ سال تک دارالعلوم دیوبند ہی میں پڑھتے رہے، قیام پاکستان سے قبل اور بعد کے آنکھوں دیکھا حال اور اپنی دیوبند سے واپسی کا سفرنامہ خود بیان فرماتے ہیں۔

''1946ء کے اختتام پر اکثر طالب علم ساتھی دارالعلوم دیوبند سے واپس آرہے تھے، وہ مجھے بھی ساتھ لانے پر مصر تھے، مگر میں نے صاف کہا کہ میں اس دفعہ نہیں جاؤں گا، آخر کار ساتھیوں نے تنگ کرنا شروع کیا کوئی کہتا کہ ''میرا بستر ساتھ رکھو'' کوئی کہتا کہ ''صندوق کا خیال رکھنا'' کسی نے چارپائی حوالہ کی غرض جتنا بھی سامان ان کو ملا ، سارا کا سارا لاکر میرے کمرے میں ڈھیر لگایا، میں نے سب کچھ قبول کیا مگر جانے پر ہرگز تیار نہ ہوا، وہ دور جلسوں اور جلوسوں کا تھا، ہر طرف ہنگامے ہورہے تھے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور جمعے کا دن تھا، میں مسجد کے سیڑھیوں سے نیچے آرہا تھا کہ اچانک ایک بنگالی طالب علم نے آواز دی، میں ٹھہرا وہ پاس آیا تو اس نے پاکستان بننے کا مژدہ سنایا کہ رات کو پاکستان بننے کا اعلان ہوا ہے۔ اس وقت ہمارے ساتھ ریڈیو، اخبار وغیرہ تھے ہی نہیں

کہ حالات سے باخبر ہوتے ۔میں باہر نکلا اور حضرت شیخؒ (شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ) کے مکان پر حاضر ہوا، اور ان سے تصدیق کرائی کہ واقعی پاکستان آزاد ہوگیا ہے ۔حضرت شیخؒ نے فرمایا: ''ہاں رات کو پاکستان آزاد ہوگیا''

پٹھانوں کے اوصاف: حضرت شیخ مدنیؒ پٹھانوں سے بہت زیادہ محبت اور شفقت کا معاملہ فرماتے اور اکثر فرماتے'' کہ پٹھان مجھے اس لئے پسند ہے کہ ان میں عربوں کی صفات ہیں ، یہ لوگ مہمان نواز ، بہادر، شجاع اور غیرتمند ہیں'' ہم لوگ وہاں سے حضرت شیخؒ کے بیانات' پشاور کے اخبارات کو بھیجتے اور وہ یہاں شائع ہوتے' اسی طرح جمعیت علمائے ہند کا پیغام سرحد پہنچ جاتا۔

آزادی کے بعد فسادات: اس کے بعد جو فسادات شروع ہوگئے اس کا تصور بھی تن بدن پر آگ لگا تا ہے ، ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں پر جو ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے وہ تاریخ کے سیاہ ترین اوراق کا حصہ ہے۔ ہزاروں مسلمان شہید کردیئے گئے ،خواتین کی بے عزتی اور بے حرمتی کی گئی ،مسلمانوں کے پورے پورے قصبوں اور دیہاتوں ، محلاتوں اور گھروں کو تباہ کردیا گیا ،عورتیں اور لڑکیاں ہندو بنئے ، اور سکھ لے گئے ، انہی دنوں مسلمانوں کے ایک گاؤں والوں کو حکم دیا گیا کہ حفاظتی کیمپ کی طرف نکل جاؤ، رات کو ہندواس گاؤں پر حملہ کریں گے، جب مسلمان گاؤں سے نکلے اور گاؤں خالی کیا گیا تو سب ایک میدان میں جمع ہوئے اچانک ان ظالموں نے حملہ کیا اور جتنے بھی مسلمان تھے سب کو شہید کرڈالا ،جن میں ہزاروں ، مرد، عورتیں ، بوڑھے اور بچے شامل تھے ، جب بھی وہ حالات یاد آتے ہیں تو بے اختیار رونا آتا ہے کہ پاکستان کے حصول کے لئے ہم نے کتنی قربانیاں دی ہیں۔

پاکستان کا مطلب کیا؟ اب کے حالات کو دیکھتا ہوں تو دل خون کے آنسو روتا ہے کہ جس مقصد کے لئے اس ملک کو حاصل کیا گیا تھا آج انہی اصول کو پامال کیا جارہا ہے اس وقت تو بچے ، بوڑھے' جوان ،غرض ہر عام وخاص کا یہی نعرہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ ''لا الہ الا اللہ'' آج کے امریکہ غلام حکمرانوں اور افسران نے شریعت بل، حسبہ بل کے اوراق پھاڑ کر اسمبلی اور عدالت سے باہر پھینکے ،جس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے ، کاش! ہمارے وہ اکابر زندہ ہوتے جنہوں نے پاکستان کے لئے اتنی قربانیاں دیں وہ آج اگر ان حکمرانوں کو دیکھتے تو شاید اپنی ان کاوشوں پر نادم ہوتے ، کہ اچھا یہ وہ یہ ملک ہے جو مسلمانوں کے خون کی قربانیوں سے بنا ہے اور آج اسی ملک میں مسلمانوں ہی کا خون بہایا جارہا ہے۔

دارالعلوم کا حفاظتی دستہ: بہرحال! پھر وہاں کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے (دارالعلوم کے طلبہ نے) حزب اللہ کے نام سے ایک جماعت بنائی اور ضلع جھنگ کے ایک طالب علم کو اس کا سالار مقرر کیا، سالار کے

ماتحت چار علمبردار تھے اور ہر علمبردار کے زیر کمان 25 افراد ہوتے، ہر علمبردار رات کو چوکیداروں پر پہرہ دیتا، چار چار افراد ایک ایک کونے سے بیک وقت چلتے، درمیان میں جب اکٹھے ہوتے تو باہمی پہچان کے مقرر کردہ الفاظ کا تبادلہ ہوتا، پورے دارالعلوم دیوبند میں کسی قسم کا اسلحہ نہیں تھا حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ہمیں حفاظتی فوج دیں، یا اسلحہ دیں یا لائسنس جاری کرادیں، ہمارے ایک استاد تھے وہ شکار کھیلتے تھے، ان کے پاس شکار کی بندوق تھی، ہمارے اس درخواست کا فائدہ یہ ہوا کہ وہ بندوق بھی ہم سے چھینی گئی۔

خانہ بدوش: ایک مرتبہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہرہ دے رہا تھا کہ اچانک بنگالی طالب علموں کے ہال سے شور وغل کی آوازیں بلند ہوئیں، میں اپنے کمرے گیا وہاں سے اپنا چاقو اٹھایا، اور اُس طرف روانہ ہوا جہاں سے طلبہ باہر نکل رہے تھے، پھر جدھر سے بنگالیوں کو حملے کا خوف تھا ہم اس طرف گئے، آخر قریب خانہ بدوش کے خیموں سے چیخ وپکار کی آوازیں سنائی گئیں، وہاں گئے، ان سے وجہ پوچھا تو معلوم ہوا کہ ایک لڑکا لڑکی کے پاس گیا گویا ان کے ہاں یہ کوئی عیب نہ تھا، لیکن حالات کی وجہ سے ڈرے ہوئے تھے جس کی وجہ سے شور مچانے لگے، ہم نے ان کو سمجھایا کہ تمہیں حالات کا پتہ ہے؟ اس طرح کے شور سے دشمن بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

دورہ حدیث کے اسباق: حضرت شیخ مدنیؒ بھی اسی سال حالات کی وجہ سے مدرسہ میں مقیم رہے، اور اسی سال ہم نے حضرت شیخ مدنیؒ سے دورۂ حدیث کے اسباق پڑھیں، اس سے قبل اکثر حضرت شیخ مدنیؒ اسفار، جمعیت علمائے ہند، یا قید وبند میں ہوتے تو پھر ارباب اہتمام حضرت مولانا فخر الدین احمدؒ کو مدرسہ شاہی مراد آباد سے بلاتے اور وہ حضرت شیخؒ کی جگہ پڑھاتے۔

شیخ مدنیؒ پر حملے: ان ہنگامی حالات میں کئی مرتبہ حضرت شیخؒ پر حملے ہوئے مگر ہر دفعہ اللہ تعالیٰ نے بچایا، ایک مرتبہ اخبارات کی شہ سرخیوں میں یہ خبر چھپی کہ حکومت نے دارالعلوم کی تلاشی لی، تو کافی مقدار میں اسلحہ، کارتوس اور چار من چرے برآمد ہوئے، یہ خبر اگر چہ سراسر غلط اور جھوٹ پر مبنی تھا لیکن اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ہندوؤں پر رعب طاری ہوا اور دارالعلوم کی طرف میلی نظر اٹھانے کی بھی تکلیف گوارا نہ کی۔

طلبہ کی امانتیں: بہر حال! آزادی کے بعد آمد ورفت کے تمام راستے مسدود ہوئے، رابطہ کا ذریعہ صرف خط تھا، مگر وہ بھی بہت جلد بند کر دیا گیا، میرے پاس خرچہ ختم ہوگیا، گاؤں سے منگوانے کا کوئی طریقہ نہ تھا، بہت پریشان تھا، جو طالب علم گاؤں گئے تھے، انہوں نے اپنا سامان میرے پاس رکھا تھا، وہ بھی فسادات کی وجہ سے واپس نہیں آئے، میں نے ان طالب علموں کا سامان ایک ایک کرکے بیچا، مجھے یقین تھا کہ ان کی واپسی مشکل ہے، آتے وقت میرے پاس اتنی رقم تھی کہ سو روپے صدقہ بھی کیا، 1947ء میں سو روپے کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں،

واپسی کیسے ہوگی؟ جب دورۂ حدیث کا سال اختتام پذیر ہوا تو میں نے دوسال مزید وہاں رہا، اس دوران علم طب اور علم ادب کی کتابیں پڑھیں، جب دوسرا سال بھی ختم ہوا، تو میں بہت پریشان تھا کہ واپسی کیسے ہوگی؟

علامہ عثمانیؒ کی کتب خانہ کی منتقلی: مگر اللہ تعالیٰ نے اپنا خصوصی کرم فرمایا کہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنے کتب خانہ کے منتقلی کیلئے تین ٹرک بھیجے، مجھے اپنے خوشخطی کے استاد مولانا اشفاقؒ نے جب یہ خبر دی تو میں بہت خوش ہوا، میرے استاد نے ٹرک والوں سے بات بھی کرلی تھی۔ٹرک چونکہ دیوبند شہر میں تھے اس لئے میں خود ان کے پاس گیا تاکہ ان سے معلوم کروں کہ کب واپسی ہے؟ جب میں قریب پہنچا تو ٹرک ڈرائیور نے مجھے پہچانا اور کہا! ارے یہ تو پٹھان ہے پھر اپنے مخصوص انداز میں پوچھا: کلی تہ نہ زے :(گاؤں نہیں جاؤ گے) میں نے کہا: کیوں نہیں، ڈرائیور سے بات چیت ہوئی تو وہ پشاور تہکال کا نکلا، اور دوسرے ڈرائیور کا تعلق بنوں سے تھا، بہر حال! انہوں نے کتابیں گاڑیوں میں رکھ دیں تو میں دارالعلوم آیا، اساتذہ سے ملا، ان سے اجازت لی تو میرے استاد مولانا عبدالخالقؒ نے (جو میرے توضیح تلویح اور قاضی، حمداللہ کے استاد تھے) فرمایا! کہ یہ چار صندوق کتابیں اور یہ چھ بستر ے مولانا احمد علی لاہوریؒ تک پہنچانا ہے۔ میں نے کہا! ٹھیک ہے، سامان ٹرک میں رکھا

مولانا محمد ارشد مدنی مدظلہ: اور میں حضرت شیخ مدنیؒ سے اجازت لینے گیا، وہاں جاکر معلوم ہوا کہ حضرتؒ لکھنو تشریف لے گئے ہیں، حضرت شیخؒ کے چھوٹے فرزند محمد ارشد (جو اب ماشاء اللہ حضرت شیخؒ کے علوم ومعارف کے صحیح جانشین اور جمیعت علمائے ہند کے صدر ہیں) جو اس وقت چھ، سات سال کے تھے اور سولہ پارے حفظ کیے تھے، اس نے مجھے بٹھایا اور کہا کہ مجھ سے دوپارے سنو، میں بیٹھا اور انہوں نے دوپارے سنائے،

گاڑی چلی جانا اور مختصر راستہ: مگر جب واپس آیا تو ٹرک نہ دارد، گاڑی چلی جانے کا مجھے بہت افسوس ہوا، میں نے احتیاطاً مختصر راستہ اختیار کیا تاکہ گاڑیوں تک پہنچوں، وہاں میں نے کافی دیر انتظار کیا آخر مایوس ہوا کہ شاید گاڑی گزر گئی، اچانک دور سے روشنی دکھائی دی، کیونکہ اندھیرا چھایا ہوا تھا، جب گاڑی قریب پہنچی تو میں نے رکنے کا اشارہ کیا، جب گاڑی رکی تو وہی ٹرک تھا۔جس کا میں منتظر تھا، ٹرک میں سوار ہوئے، سہارنپور پہنچے۔

ہندوؤں کی بستی: سفر کرتے ہوئے رات کو ہندوؤں کی ایک بستی پہنچے۔ میں نے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ بستی میں نہیں ٹھہریں گے، وجہ یہ ہے کہ رات کو کہیں ہندو حملہ نہ کریں۔ پھر رات ہم نے ایک میدان میں گزاری۔

سکھوں کا حملہ: صبح کو جب دوبارہ روانہ ہوئے اور لدھیانہ پہنچے، تو وہاں گاڑی پٹرول پمپ پر رُکی، تیل ڈالنے کے لئے، میں گاڑی سے اترا تو فوراً ہندوؤں اور سکھوں نے گھیر لیا، جب میرے ساتھیوں نے دیکھا تو لپک کر آئے ہندوؤں اور سکھوں نے جب میرے دوسرے ساتھیوں کو آتے دیکھا تو بھاگنے میں عافیت سمجھی۔

جالندھر مہاجر کیمپ: رات کو ہم جالندھر پہنچے، وہاں پر دیگر مہاجر بھی تھے، ان کیلئے ایک کیمپ بنا تھا، جہاں ان کو راشن وغیرہ ملتا، مہاجر کیمپ میں اندراج کرنے کے بعد میرے ساتھیوں نے مجھے دوسرے ٹرک میں بیٹھایا کیونکہ ان کو وہاں چند دن ٹھہرنا تھا، دوسرے ٹرک میں بیٹھ کر پھر عازمِ سفر ہوئے۔

جب کنوؤں میں زہر ملایا گیا: امرتسر پہنچے تو ایک ساتھی کو سخت پیاس لگی، کلکتہ سے پشاور تک شیر شاہ سوری روڈ یا جرنیلی سڑک کے کنارے جگہ جگہ کنویں اور انتظارگاہیں بنائی گئی تھیں، مگر ان کنوؤں میں ہندوؤں نے زہر ڈالا تھا، جس سے سینکڑوں مسلمان مرد، عورت، بچے اور بوڑھے جاں بحق ہوئے، ہم نے ساتھی کو بہت سمجھایا کہ بھائی ان کنوؤں سے پانی پینا کسی طرح درست نہیں بلکہ خودکشی ہے، بہرحال جب اس کا اصرار بڑھا تو ہم نے مشورہ سے ایک ساتھی کو پانی لانے کے لئے بھیجا، ایک سکھ ان کو اپنے گھر لے گیا، سارے ساتھی پریشان تھے کہ اس کو سکھ نے گھر لے جا کر شہید کردیا، لیکن تھوڑی دیر بعد وہ پانی ساتھ لایا، پھر وہ ساتھی جسے پیاس لگی، وہ پانی کو منہ نہیں لگا رہا تھا، پہلے میں نے پانی پیا، بعد میں باقی ساتھیوں نے بھی اپنا پیاس بجھائی۔

امام لاہوری کی خدمت میں: مہاجر کیمپ میں نام درج کرنے کے بعد اگلی صبح لاہور کے لئے روانہ ہوئے، لاہور پہنچ کر مہاجر کیمپ کی بجائے تانگہ کے ذریعے سیدھا شیرانوالہ دروازہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہاں حاضری دی حضرت مولانا عبدالخالق ملتانیؒ کی امانت انہیں حوالہ کی، وہاں سے جامعہ اشرفیہ، نیلا گنبد پہنچا، جہاں میرے دیوبند کے ساتھی مولانا فضل منان عمرزئی وغیرہ پڑھ رہے تھے، ایک ہفتہ وہاں رہا، بعدازاں پشاور روانہ ہوا۔

گھر آمد اور مسرت: پشاور میں ڈھکی نعلبندی کے جامع مسجد کے خطیب مولانا فضل الرحمن کے ساتھ رات گزاری، صبح سات، آٹھ، بجے بغیر کسی پیشگی اطلاع کے گھر پہنچا، گھر پہنچنا تھا کہ سارا (گاؤں) میں اپنے اور پرایوں کا تانتا بندھ گیا، سارے لوگ، گھر والے بے انتہا خوش تھے اور خوشی کے اظہار میں بندوقیں چلائی گئی کیونکہ 1947ء سے 1949ء تک میری زندگی اور موت کا کسی کو علم نہ تھا، پھر دور دراز سے مہمان بھی آنے لگے"

راقم الحروف کہتا ہے کہ اب تک حضرت شیخ مدظلہ کی تدریسی زندگی باسٹھ سال ہے، جس میں بتیس سال تک موقوف علیہ پڑھایا اور اب بھی دارالعلوم ہدایت الاسلام تخت آباد پشاور میں، بخاری، ترمذی اور مشکوۃ پڑھا رہے ہیں۔ اور سینکڑوں تشنگان علم کو سیراب کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت شیخ مدظلہ کو صحت وعافیت کے ساتھ عمر خضر نصیب فرمائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ طلبہ ان سے مستفید ہوں۔ آمین

مولانا مجاہد الحسینی

مجلہ الحق' اکوڑہ خٹک کا ۴۵ سالہ اشاریہ

ترتیب اشاریہ کی مستحسن کوشش

ذرائع ابلاغ کی اہمیت کا اندازہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے اس ارشاد اقدس سے لگایا جاسکتا ہے جو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ سے زائد قدوسیوں اور پاکباز صحابہ کرامؓ کے اجتماع سے میدان عرفات میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: "فلیبلغ الشاھد الغائب" یعنی کہ "میںؐ نے اپنے خطاب میں جو باتیں کیں اور جو ہدایات دی ہیں وہ اُن لوگوں تک پہنچا دی جائیں جو اس اجتماع میں موجود نہیں ہیں۔" اُمت سے براہِ راست خطاب کے دوران اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے ذرائع ابلاغ کے ایک ایسے طریقے کے تعلیم اور ترغیب دہ ہے جسے اختیار کرنے سے دُور دراز کے انسانوں کے ساتھ با آسانی رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس ذریعۂ ابلاغ کے ابتدائی مرحلے میں تو یہی صورت اختیار کی جاتی تھی کہ کسی ایک یا چند افراد کو نمائندہ بنا کر ان کی معرفت اپنا پیغام پہنچایا جاتا تھا، انھی کو قاصد یا سفیر کہا جاتا تھا۔ یہ پیغام رسانی زبانی اور تحریری دونوں صورتوں میں بروئے کار آتی تھی۔ عہد رسالتؐ میں ان تینوں ذرائع ابلاغ پر عمل ہوا تھا۔ جوں جوں انسانی فکر و نظر نے ترقی کے منازل طے کیے اور نئی نئی سائنسی ایجادات وجود پذیر ہوگئیں تو ذرائع ابلاغ میں بھی انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

دیگر ذرائع ابلاغ کی طرح مدارسِ اسلامیہ بھی مؤثر ذریعۂ تعلیم و تبلیغ ہیں جن میں سے بعض مدارس ایسے ہیں جن سے سند فراغت پانے والے علماء اپنی علمی استعداد اور نظری و فکری مہارت سے معاشرے کو اسلامی اخلاق و کردار کے سانچے میں ڈھالنے کیلئے حتی المقدور مستحسن کوششیں کررہے ہیں۔ ایسے ہی قابلِ ذکر دینی مدارس میں سے جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک ہے جس کے دینی، علمی، تحقیقی اور سیاسی کارناموں سے تاریخ ملت کے صفحات درخشاں ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ کے بانی اُستاذ العلماء اور دارالعلوم دیوبند کے سابق اُستاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی ذات گرامی تھی، جن کے فیضانِ نظر سے اسلامی مملکت پاکستان میں جامعہ حقانیہ معرض وجود میں آیا اور جنھوں نے صرف دینی، علمی اور تحقیقی میدان میں ہی لائق صد تحسین خدمات انجام نہیں دیں بلکہ اسلامی سیاست کو متعارف کروانے کے لیے پاکستان کی قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہوکر ایسے قوانین منظور کروائے جو تاریخ اسمبلی کے صفحات میں ہمیشہ روشن مینار ثابت ہوں گے۔ حضرت شیخ الحدیث اور اُستاذ العلماء مولانا عبدالحق صاحبؒ کی لائق، فائق اور اعلیٰ دینی، علمی و تحقیقی صلاحیتوں سے متصف اولاد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی ذات

ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری کا اصل جانشین کون؟

محترم المقام حضرت مولانا راشد الحق صاحب سمیع زید مجدکم، ۔ مدیر ماہنامہ ''الحق'' دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ.

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ! میں آپ کا از حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے ماہنامہ ''الحق'' کے فروری کے شمارہ میں ڈاکٹر محمود الحسن عارف کے مضمون کے جواب میں میرے مضمون ''مولانا سعید احمد رائے پوریؒ ۔ افکار کی روشنی میں'' ''بحث ونظر'' کے عنوان سے شامل اشاعت کیا ہے ۔ مگر اسی شمارے میں ۴ ر ستمبر 2000ء کو مولانا سعید احمد رائے پوری کا مکتوب بنام شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کو شامل اشاعت کر کے راقم کو کچھ مزید معروضات پیش کرنے کا موقع فراہم کیا ہے امید ہے آپ اس کو بھی اگلے شمارے میں جگہ دیں گے۔

خانقاہ رحیمیہ رائے پور (انڈیا) کے بانی شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالرحیم رائے پوریؒ ہیں ۔آپ تصوف کے سلسلۂ چشتیہ میں فقیہ اعظم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے اجل خلفاء میں سے ہیں ۔ جبکہ سلسلہ قادریہ میں حضرت عبدالرحیم صاحب سہارنپوریؒ کے مجاز تھے ۔جس کو مولانا عبدالحلیم اثر افغانی نے اپنی تصنیف ''روحانی رابطہ'' میں افغانی لکھا ہے مولانا عبدالرحیم سہارنپوری افغانیؒ ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں شہداء بالاکوٹ کے قافلۂ حریت میں ایک مجاہد کی حیثیت سے شریک تھے اور شہادت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہوئے ہیں اور وہ حضرت عبدالغفور صاحب المعروف بہ ''سوات بابا'' (سیدو شریف مینگورہ سوات) کے خلیفہ تھے اور وہ خلیفہ تھے حضرت شیخ محمد شعیب آف توروڈھیریؒ (صوابی) کے جبکہ وہ مجاز تھے حضرت محمد صدیق بشونڑیؒ کے (جن کا مزار پشاور میں ہے) اور وہ حضرت شیخ جنید پشاوریؒ کے خلیفہ تھے جبکہ ان کو حضرت شیخ محمد یحییٰ المعروف بہ حبیب اللہ شاہؒ (والد بزرگوار حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ) سے خلافت حاصل تھے اور شیخ محمد یحییٰ خلیفہ تھے حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ (مزنگ لاہور) کے ۔ جبکہ وہ خلیفہ تھے حضرت شیخ آدم بنوریؒ کے ۔اور انکو خلافت حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی سید احمد سرہندی سے حاصل تھی ۔ یہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بنوریہ ہے ۔مگر حضرت شیخ جنید پشاوریؒ سلسلہ قادریہ میں اپنے شیخ احمد ملتانیؒ کے مجاز تھے ۔اور پشاور اپنے مرشد کے جانشین تھے اسلئے انہوں نے سلسلہ قادریہ کو آگے بڑھایا ہے ۔اس لحاظ سے خانقاہ رحیمیہ رائے پور کا تعلق سلسلہ قادریہ سے ہے اور انہوں نے حضرت الحاج امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے سلسلہ چشتیہ میں اجازت ہونے کے باوجود سلسلہ قادریہ کو آگے چلایا ہے ۔حضرت مولانا عبدالرحیم رائے

پوریؒ نے رائپور میں ایک دینی مدرسہ کی بنیاد بھی رکھی تھی جو آج بھی ''مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی خانقاہ باغ رائے پور ضلع سہارنپور (یوپی)'' کے نام سے علم دین کی خدمت میں لگا ہوا ہے اور وہاں ہزاروں کی تعداد میں طلباء زیر تعلیم رہتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری (م ۱۹۱۹ء) حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ (م ۱۹۲۰ء) کے ہم سبق تھے اور دونوں کا نہایت گہرا اعتماد کا تعلق تھا۔ اور جب حضرت شیخ الہندؒ نے حرمین شریفین کے سفر فرمانے کا عزم فرمایا جہاں وہ فرنگی کے قیدی بنے اور ان کو اور ان کے ساتھیوں جزیرہ مالٹا میں قید رکھا گیا۔ اس سفر پر جانے سے قبل حضرت شیخ الہندؒ نے مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کو ہندوستان میں اپنی تحریک کا جانشین مقرر کیا تھا۔ آپ بیک وقت دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے سرپرست تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ (م ۱۹۶۲ء) خانقاہ رحیمیہ رائے پوری کے جانشین مقرر ہوئے تھے۔ آپ ڈھڈیاں ضلع سرگودھا کے رہنے والے تھے۔ مگر آپ نے حضرت مولانا عبدالرحیم رائے پوری سے بیعت کے تعلق کے بعد ساری زندگی خانقاہ رائے پور میں گزاری ہے۔ قیام پاکستان سے قبل اور بعد میں وقتاً فوقتاً آپ مغربی پنجاب تشریف لائے تھے۔ آپ کے دور میں پاک و ہند میں خانقاہ رحیمیہ کا فیض بہت پھیلا آپ بھی دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے سرپرست رہے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں آپ پاکستان تشریف لائے تھے کہ آپ کے سفر آخرت کا حادثہ فاجعہ پیش آیا اور آپ کو ڈھڈیاں ضلع سرگودھا میں دفن کیا گیا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری خانقاہ رحیمیہ کے جانشین بنے آپ سرگودھا میں قائم خانقاہ کے بانی بھی تھے اور رائے پور میں قائم مدرسہ کے بھی سرپرست تھے۔ حضرت مولانا عبدالعزیزؒ رائے پوریؒ کے رشتہ میں نواسہ تھے۔ ۱۹۵۰ء میں آپ نے ہندوستان سے ہجرت کر کے سرگودھا میں اقامت اختیار فرمائی تھی اور یہاں خانقاہ کی بنیاد رکھی تھی۔ جس میں وہ اپنے بزرگوں کے طرز اور طریقہ پر اپنے متوسلین کی روحانی تربیت فرماتے تھے۔ اور وقتاً فوقتاً رائے پور بھی تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری جو کہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے فارغ التحصیل تھے ان کو اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ سے بھی اجازت حاصل تھی۔ مگر بعض وجوہات کی بناء پر آپ نے اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت الحاج عبدالقادر عزیز کو اپنی پاسداری میں لیا اور اسکی روحانی تربیت شروع فرمائی۔ الحاج عبدالقادر عزیز ان دنوں نشتر میڈیکل کالج ملتان میں زیر تعلیم تھے ان سے مزید تعلیم کا سلسلہ منقطع کرایا گیا۔ ان کو اپنے سلسلہ کے تمام لطائف اور وظائف کی تکمیل فرمادی اور ان کو اپنی حیات سے خانقاہ رحیمیہ رائے پور اور سرگودھا میں قائم خانقاہ کا جانشین اور رائے پور میں قائم مدرسہ کا سرپرست بنایا تھا (بطور ثبوت مدرسہ رائے پور کا لیٹر کا فوٹو سٹیٹ ارسال خدمت ہے)۔ ۱۹۸۸ء میں حضرت مولانا عبدالعزیزؒ

رائے پوری کی بیماری طوالت اختیار کر گئی۔تو الحاج ڈاکٹر عبدالقادر عزیز ہی نے اپنے والد گرامی کو رائے پور لیجانے کا پروگرام بنایا اور ساری کاغذی کاروائی انہوں نے اور انکے بڑے بھائی راؤ ظفر اقبال نے مکمل کی۔ وہ کئی دن تک وہاں مقیم رہے اور متوسلین کو اپنے فیوض سے فیضیاب فرمایا۔ بیماری سے کافی افاقہ کے بعد ان کو واپس سرگودھا لے آئے۔اور جب یہاں ایک دفعہ پھر بیماری کا حملہ ہوا۔تو انکی گھر پر اور ہسپتال پر ساری خدمت الحاج عبدالقادر عزیز ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ۳؍جون ۱۹۹۲ء ان کا وصال ہوا تو ان کی خواہش اور وصیت کے مطابق ان کی رائے پور میں تدفین کیلئے تمام سرکاری دفاتر میں مراحل الحاج عبدالقادر عزیز اور ان کے بڑے بھائی راؤ ظفر اقبال نے طے کئے۔اور ان کو رائے پور لیجا کر انکے نانا حضرت عبدالرحیم رائے پوری کے پہلو میں دفن کرنے میں کامیاب ہوئے۔

خانقاہ رحیمیہ رائے پور کا اپنا ایک مزاج ہے جس پر اس کے جانشین حضرات اور متعلقین و متوسلین کار بند ہیں۔اسی خانقاہ نے ہمیشہ مسلک دیوبند کے تمام مدارس، مراکز، تبلیغی جماعت، مجلس تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت و صحابہؓ کی روحانی سرپرستی فرمائی ہے اور ان کی پاسداری کی ہے۔ وہ کبھی جماعتی اختلافات اور باہمی نزاعات میں نہیں پڑے۔سیاسی نظریہ الگ مگر اس بنیاد پر انہوں نے کبھی کسی نا چاقی نہیں رکھی۔ اس لئے جیسے انہوں نے تمام اکابر دیوبند کا ادب واحترام ملحوظ رکھا ہے ان سب حضرات نے بھی کبھی ان سے مخلصانہ ربط و تعلق میں فرق نہیں آنے دیا ہے۔ سب ان کے ہاں قابل احترام تھے وہ سب کے ہاں قابل احترام تھے وہ اخلاص، تقویٰ، عبادات، سنت نبوی کی پیروی اور سب سے ہم آہنگی میں بے مثال تھے۔ یہ وضاحت اس لئے کہ تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کے طرز عمل سے خانقاہ رحیمیہ کا کوئی تعلق نہ تھا بلکہ ان کا یہ طرز عمل خانقاہ کے متعلقین و متوسلین کیلئے ہمیشہ تکلیف کا باعث بنا رہا۔ان کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ نے تو یہ بھی فرمایا تھا کہ ''مجھ پر اس کے طریقہ اور طرز عمل کا بوجھ ہے'' مصدقہ ذرائع کے مطابق مولانا سعید احمد رائے پوری کے بھائیوں اور بیٹیوں میں سے کسی کا بھی ان کی تنظیم سے کوئی تعلق نہ تھا۔

مولانا سعید احمد رائے پوری نے ''تنظیم فکر ولی اللہی'' کی آڑ میں تمام بزرگ علماء کی مخالفت کی۔ وفاق المدارس کو بھی نقصان پہنچایا۔ان کے اختلافی مزاج سے نہ ان کی خانقاہ محفوظ رہی اور نہ ہی حضرات رائے پوری کے خلفاء کے مدارس محفوظ رہ سکے۔ کئی خاندانوں میں آپس میں اختلافات کا باعث بنے۔فکر ولی اللہی کا اور خانقاہ رائے پور کا چوغہ پہن کر انہوں نے مدارس میں، خانقاہوں میں پھوٹ ڈالنے کی مذموم کوشش کیں۔ جبکہ ان کی فکر کی سمجھ کسی کو نہ آئی۔ کہ وہ فکر کیا ہے؟ جس کے وہ علمبردار ہے۔ حالانکہ دارالعلوم دیوبند سے متعلق تمام مدارس اور علماء فکر ولی اللہ ہی کے وارث ہیں اور وہی انکے فکر کو اشاعت دے رہے ہیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

حافظ نوید ارشد*

مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ

چند حقائق ...... چند وضاحتیں

ماہنامہ فروری کے شمارے میں مولانا شاہ سعید احمد رائیپوریؒ کے حوالے سے دو مضامین نظر نواز ہوئے۔ اول الذکر مضمون کے لکھاری مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری صاحب ہیں جو کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور گومل یونیورسٹی کے خطیب ہیں۔ موصوف نے اپنے مقالے میں جناب ڈاکٹر محمود الحسن عارف صاحب کے مضمون پر شدید تنقید کی ہے۔ اور جادۂ اختلاف میں رہ کر مبرہن و مدلل انداز میں اپنا موقف پیش کیا ہے لیکن مولانا اکبری صاحب کے جملہ مقالہ سے اتفاق کرنا ممکن نہیں۔ اس حوالے سے راقم نے دو تین اہم ترین بزرگوں سے مشاورت کی۔ وہ تمام بزرگ اس تنازعے میں بذات خود شریک تھے۔ انہوں نے جمعیت علماء اسلام سے وابستگی کے باوجود اپنے نتائج فکر مثبت انداز میں پیش کرتے ہوئے اکبری صاحب کے موقف پر بہت سے اہم سوالات اٹھائے۔

☆...... جناب اکبری صاحب نے مفتی محمودؒ اور مولانا رائیپوری کے درمیان تعلق کو گول مول پیش کیا ہے حالانکہ مفتی محمودؒ بہت سے امور میں مولانا رائیپوری کے ساتھ مشاورت کرتے تھے۔ اس کے گواہ بہت سے معاصر بزرگ بھی ہیں۔

☆...... اسی طرح مولانا اکبری صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس کا تذکرہ کیا ہے جو کہ ۱۹۶۹ء میں سرگودھا میں ہوا۔ جس میں مفتی محمودؒ مولانا ہزارویؒ مولانا درخواستیؒ ؒ ولانا اطہر علیؒ وغیرہ جیسے اساطین علم موجود تھے لیکن مولانا اکبری صاحب نے یہاں یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ اجلاس سرگودھا میں کیوں رکھا گیا؟ یہ تو مولانا رائیپوری کی شخصیت کا وزن تھا کہ اہم ترین دستوری اجلاس ان کے ہاں منعقد ہو رہا تھا جو کہ ان کی جمعیت کے اہم ترین عہدہ دار ہونے کا بین ثبوت ہے۔

☆...... یہ وہ دور تھا جب پاکستان کی سیاست نظریاتی بنیادوں پر استوار تھی' چنانچہ اسی دستور ساز اجلاس میں سامراج اور استعمار دشمنی کے خلاف مولانا عبیداللہ انور صاحب' مولانا غلام غوث ہزاروی' ڈاکٹر احمد حسین کمال اور

* شیرانوالہ باغ لاہور

مولانا رائپوری اوراس کے ہمنواؤں کا موقف تمام اکابر نے ٹھوس دلائل کیساتھ تسلیم کیا۔ اور مولانا رائپوری کے موقف پر فیصلہ فرما کر آگے سن ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں بائیں بازوں والی جماعتوں کیساتھ الائنس بنایا اور استعماری قوتوں کے خلاف الیکشن میں ''پاکستان لیبر پارٹی'' سے ایڈجسٹمنٹ کرلیا۔

☆...... اسی اجلاس میں جمعیۃ کا آرگن ''ترجمان اسلام'' اور جمعیۃ طلباء اسلام کی باقاعدہ سرپرستی مولانا رائپوری کے حوالے کی گئی۔ ثبوت کے طور پر ''ترجمان اسلام'' کی قدیم فائلیں اس پر شاہد ہیں

اب سوال یہ ہے کہ اگر مولانا رائپوریؒ ایسے بلند پایہ شخصیت تھے تو وہ اتنے شدید اختلاف کا ہدف کیوں بنے؟ اس حوالے سے عرض ہے کہ مولانا رائپوری نے جمعیۃ میں بہت سے نظریاتی کارکن تیار کیے اور جماعت کے اکثریتی حصے کی نظریاتی بنیادوں پر تربیت کی۔ اب جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔

ایک طرف تربیت یافتہ نظریاتی کارکن دوسری طرف غیر نظریاتی اور روایتی خطباء کا ٹولہ یہی سے جماعت کے اندر نظریاتی اور غیر نظریاتی کشمکش شروع ہوگئی۔

یہ کوئی نئی بات نہیں مولانا رائپوری مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے انقلابی مشن کے علمبردار تھے اور مولانا سندھیؒ شیخ الہندؒ کے فکری جانشن تھے۔ مولانا سندھیؒ نے جب شیخ الہندؒ کے سیاسی فکر و نظریئے کے مطابق جدوجہد کا آغاز کیا تو خود دارالعلوم دیوبند سے بھی نکال دیئے گئے۔ یہاں تک کہ کفر کا فتویٰ بھی لگ گیا لیکن اس میں ملوث بعض بزرگوں نے اصلی صورتحال بھانپ لینے کے بعد مولانا سندھیؒ سے معافی مانگی۔ غالباً یہی مسئلہ مولانا رائپوری کے ساتھ بھی ہوا۔

مولانا اکبری صاحب نے جمعیت میں تمام مسائل اور اختلافات کا جڑ مولانا رائپوری کو قرار دیا ہے۔ حالانکہ مولانا رائپوری کے الگ ہونے کے بعد یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے تھا۔ مگر اس کے بعد بھی JTI مسلسل طور پر JUI سے بغاوت کرتی آرہی ہے اور نور احمد میمن صاحب' ڈاکٹر نذیر پھنوار اسلم وسیر اور زبیر انجم جیسے نظریاتی ساتھیوں کی پے در پے علیحدگی کے وجوہ کیا ہیں؟ اگر مولانا رائپوری کی بات پر توجہ دی جاتی تو آج جمعیت کا یہ حال نہ ہوتا۔

مولانا اکبری صاحب نے ذکر کیا ہے کہ مولانا رائپوری خود ناظم عمومی اور مفتی محمود صاحبؒ کو امیر بنانا چاہتے ہیں۔ یہ بات مبنی بر حقیقت لیکن کلمۃ حق وارید بھا الباطل کا مصداق ہے' مولانا رائپوریؒ کا موقف تھا کہ سیاسی جماعت کا امیر سیاسی مزاج کا ہونا چاہیے۔ جبکہ حضرت درخواستیؒ بزرگ ہیں لہٰذا ان کو سرپرست رکھا جائے اور مفتی محمودؒ کو امیر بنانا چاہیے۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ یہ موقف درست نہیں تھا تو پھر ہمیں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی امارت سے بھی برات کرنی ہوگی کیونکہ اکبری صاحب کے بقول مولانا درخواستیؒ ' مولانا عبیداللہ انورؒ مقابلے

مولانا فضل الرحمٰن کی امارت بھی ایک سازش معلوم ہوتی ۔ کیونکہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب سیاسی مزاج کے حامل تھے لیکن اس وقت تمام بزرگوں کو بائی پاس کر گئے اور جمعیت نے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ان دو متضاد باتوں میں سے ایک کا تصفیہ اکبری صاحب خود کرلیں کہ یا مولانا رائپوری کا موقف غلط تھا یا مولانا فضل الرحمٰن کی امارت ۔

جہاد افغانستان کے حوالے بھی مولانا اکبری صاحب نے مولانا رائپوری کو ہدف تنقید بنایا ہے یقیناً مولانا رائپوری کے اس موقف سے ہمیں بھی قدرے اختلاف ہے مگر جہاد افغانستان پر اگر مولانا رائپوری اتنے قابل ملال کیوں؟ حالانکہ جمعیت کے اہم ترین رکن مولانا محمود خان شیرانی صاحب روز اول سے اس جہاد کو فساد سے تعبیر کرتے آرہے ہیں۔ادھر مولانا رائپوری اس موقف پر سزاوار ٹھہرے ۔ جبکہ مولانا شیرانی صاحب پر انعامات اور وزارتوں کی بارش......؟ یہ دوہرا معیار کیوں......؟ بقول اکبری صاحب...... بین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کی

مولانا اکبری صاحب انتہائی سنجیدہ صاحب علم وقلم ہیں لیکن مولانا سعید احمد صاحب کے متعلق ''لفظ شاہ'' پر تنقید کرنا انتہائی سطحی بات ہے یہ شاہ تو مولانا عبدالقادر رائپوری ۔ مولانا عبدالرحیم رائپوری اور مولانا عبدالعزیز رائپوری تمام اکابر کے ناموں کے ساتھ آرہا ہے یقیناً اکبری صاحب سے شخصیت سے اس طرح کمزور بات لکھنے کی امید بالکل نہ تھی :JTI اور JUI میں اختلاف کے بعد JUI کا تین رکنی کمیشن بنایا گیا جس میں حامد میاں' مولانا محمد شریف بھٹو اور مولانا شمس الدین درویش شامل تھے'اس کمیشن کی رپورٹ آج تک منظر عام پر کیوں نہیں آئی ؟

یہ تو اول الذکر مضمون پر تبصرہ تھا' دوسرا مضمون بھی انتہائی اہمیت کا حامل تھا خصوصاً مولانا رائپوری مکتوب بنام مولانا سمیع الحق صاحب جس میں انہوں نے اپنے عقائد کی خوب خوب وضاحت کی ہے' فاضل مضمون نگار نے مولانا زاہد الراشدی صاحب کے ایک دو اقتباسات نقل کئے تھے جس میں انہوں نے تمام مسائل کا تصفیہ اور پس منظر بیان کیا ہے اور یقیناً سیاسی اختلاف کو گول مول مذہبی اختلاف بنا کر فتویٰ بازی کا بازار گرم اب ہمارا شیوہ رہا ہے۔

آخری گزارش: اور آج بھی علامہ زاہد الراشدی صاحب حیات ہیں' ان سے پوچھا جائے کہ اصل حقائق کیا تھے اور کون حق بجانب تھا چونکہ مولانا راشدی صاحب اس تمام تنازعے میں پس پردہ شریک تھے لہٰذا ان سے توقع ہے کہ وہ در پردہ حقائق کو منظر عام پر لا کر تمام مسائل کا تصفیہ کریں گے۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب کو موقف اس میں مبنی بر اعتدال ہے۔

لیکن افسوس! کہ ہم سیاسی' جماعتیں اور مسلکی تعصبات کے زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں' اپنے سوا حق کہیں اور نظر ہی نہیں آتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ادارہ

افکار و تاثرات

چار قرآنی ادارے...... چودھری رحمت علی، لاہور:

جب دورِ خلافت راشدہ تھا تو درج ذیل چار قرآنی ادارے اس کا حصہ تھے:

۱۔ خلیفۃ المسلمین (پوری اسلامی دنیا کا واحد سربراہ)

۲۔ اولی الامر (ایسے مسلمان اربابِ حل وعقد اور اہلِ دانش جن میں خلیفۃ المسلمین کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے) ۳۔ شوریٰ (ارکانِ شوری میں خلیفۃ المسلمین کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے)

۴۔ امتِ مسلمہ (وجہِ مرکزیت یعنی خلیفۃ المسلمین کی سرکردگی میں رہنے والا گروہ)

بعد میں خلیفۃ المسلمین کو چلتا کر کے جب ملوکیت، پھر ملوکیتیں، پھر طوائف الملوکی، پھر دورِ غلامی اور آج جمہوریت کے ادوار آئے تو یہ چاروں بنیادی ادارے دین اسلام سے خارج کر دیئے گئے۔ ایک خلیفۃ المسلمین کی جگہ آج 57 سربراہان، اولی الامر یعنی وزراء، گورنر، جج صاحبان وغیرہ میں غیر مسلموں کی شمولیت، شوریٰ سے اجتہاد کی بجائے مفتیان مساجد کے انفرادی فتوے، امت مسلمہ کی بجائے ان گنت مسلم اقوام وجود پذیر ہیں۔ دین جو آج کے مسلمان اختیار کئے ہوئے ہیں ان بنیادی قرآنی اداروں کے خارج ہونے کی وجہ سے وہ دین نہیں جو رسول ﷺ امت کے سپرد کر کے گئے تھے، آدھا پونا چین یا بے دینی کی ایک شکل ہے۔ بنا بریں اسلام کی وہ برکات جو دورِ خلافتِ راشدہ کے مسلمانوں کو حاصل تھیں آج ہمیں حاصل نہیں بلکہ برعکس ہو چکیں یعنی عدل، امن، خوشحالی، اتحاد، غلبۂ دین حق کی بجائے ظلم، بدامنی، پسماندگی و درماندگی، انتشار اور مغلوبیت۔

علاج اس کا ہے تو صرف ......صرف ......صرف خلیفۃ المسلمین یا نظام خلافت کی بحالی لیکن افسوس صد افسوس مسلمانوں کی سوچ تک سے یہ علاج اوجھل۔ بھول گئے ہم کہ دورِ نبوت کا حاصل تھا ہی قیام نظام خلافت، جملہ مصائب و مشکلات کا حل۔ الداعی الی الخیر............چودھری رحمت علی، لاہور

والد کی وفات............ڈاکٹر تہمینہ انجم، لاہور

آپ کیلئے میرا تعارف یقیناً نیا ہے، لیکن میں دارالعلوم حقانیہ ماہنامہ ''الحق'' اور مرحوم مولانا عبدالحق'' کے ناموں سے بچپن سے واقف ہوں۔ اس واقفیت کی وجہ میرے والد مرحوم ڈاکٹر اصغر حسن تھے۔ جن کا انتقال ۱۱

فروری ۲۰۱۳ء کو ہوا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ابو جان کی وفات کے بعد الحق کے جنوری اور فروری کے شمارے میں نے کھولے جو کہ وہ بیماری کے باعث پڑھ نہ سکے تھے۔ میرے والد محترم کبھی کوئی کام ادھورا نہیں چھوڑتے تھے۔ ہمیشہ مکمل اور واضح انفارمیشن آگے تک پہنچاتے تا کہ غلط فہمیاں جنم نہ لیں' اسی لیے یہ خط لکھ کر آپ کو موجودہ حالات سے آگاہ کر رہی ہوں' میرے والد مرحوم کو الحق رسالہ اعزازی نمبر ۶۸۲ سے موصول ہوتا تھا' اس سلسلے کو اگر آپ چاہیں تو اب بند کر سکتے ہیں۔ امید کرتی ہوں کہ آپ اپنے عظیم ادارے دارالعلوم حقانیہ میں میرے والد صاحب کی مغفرت کے لئے خصوصی دعا بھی کروائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے۔ امین ثم آمین

آخر میں میں واضح کرنا چاہتی ہوں کہ میں خط و کتابت میں اپنے والد صاحب کی طرح ماہر نہیں ہوں اس لئے اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو پیشگی معافی چاہتی ہوں۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۳۸ سے)

افغانستان میں اتحادی افواج کی شکست اور ہلاکتیں !!!

کے پہلی شکست سے دو چار ہے۔ جبکہ امریکہ تیسرا سپر پاور ہے جو افغانیوں سے بدترین شکست کھا رہا ہے۔ قبل ازیں برطانوی اور روسی پہلے ہی افغان مجاہدین کے ہاتھوں دم دبا کر یہاں سے بھاگ چکے ہیں ہیں۔

امریکہ بھی 2014 میں اس خطے سے بھاگنے کو ہے۔ کچھ اسلام اور مسلمان دشمن امریکی اور کچھ غدار افغانی دو ہزار چودہ کے بعد بھی افغانستان میں چند ہزار امریکی و صلیبی فوجی رکھنے پر مصر ہیں۔ لیکن دونوں طرف کے یہ بیوقوف سوچتے نہیں کہ جو کارنامہ لاکھوں صلیبی سرانجام نہ دے سکے وہ چند ہزار امریکی کیا سر کر سکیں گے؟ امریکہ اور امریکیوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ بوریا بستر گول کر کے اس خطے سے فالفور نکل جائیں۔ جہاں تک چار لاکھ افغان نیشنل آرمی اور ڈیڑھ دو لاکھ افغان نیشنل پولیس کا سوال ہے۔ تو صلیبی مفادات کے تحفظ کے لئے قائم کی گئی ان اداروں کی کھوکھلی عمارتیں اسی دن زمیں بوس ہوجائے گی جب امریکہ اس کے تعاون سے ہاتھ کھینچے گا۔ امریکہ طالبان کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کے بعد ایک لمبے عرصے تک اپنے زخموں کو چاٹتا رہے گا اور بھولے سے بھی اس جانب نہیں دیکھے گا۔ لیکن آنے والے دنوں میں افغان مجاہدین کا کردار بھی نمایاں رہے گا۔ دیکھتے ہیں وہ اپنے ملک اور قوم کو خانہ جنگی کی آگ سے کیسے نجات دلاتے ہیں؟

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب و روز

حضرت مہتمم صاحب کا دورہ مصر:

منظمہ الصحة العالمی کی طرف سے عالم اسلام کے مختلف چیدہ چیدہ علمائے کرام اور محققین حضرات کا ایک اہم نمائندہ اجلاس قاہرہ میں ۶۔۷ مارچ ۲۰۱۳ کو منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے خصوصی دعوت کی بناء پر شرکت کی۔ وفاق المدارس العربیہ کی طرف سے مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ قاہرہ میں دوران قیام آپ نے وہاں کی مختلف مقدس زیارات اور تاریخی مقامات کا دورہ بھی کیا اور خصوصاً شیخ الازہر دکتور احمد الطیب اور جامعۃ الازھر کے مشائخ و علماء سے بھی ان کے دفتر میں تفصیلی ملاقات کی۔ اس کے علاوہ قاہرہ میں پاکستانی سفیر جناب منظور الحق نے حضرت مولانا مدظلہ کے اعزاز میں ظہرانے کا اہتمام بھی کیا اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی ہر ممکن خاطر مدارت اور مثالی مہمان نوازی کی۔ ظہرانوں میں سابق وزیر صحت سعودی عرب امیر عبدالرزاق الجزائری، موجودہ عالمی ادارہ برائے صحت کے ریجنل ڈائریکٹر ڈاکٹر علاء الوان کے علاوہ مجمع الفقہ اسلامی جدہ کے نمائندہ وفود کے ساتھ امام حرم مکی اور جامعۃ الامام ریاض وغیرہ اہم عمائدین شامل تھے۔

الحق کے سابق کاتب جناب ڈاکٹر اصغر حسن کی وفات:

ماہنامہ ''الحق'' کے ابتدائی سالوں کے کاتب، رفیق سفر، مشاور، ڈیزائنر اور انتہائی مخلص انسان جناب ڈاکٹر اصغر حسن صاحب گزشتہ دنوں ۱۱ فروری ۲۰۱۳ء بمطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ بروز پیر کو انتقال فرما گئے۔ مرحوم انتہائی باصلاحیت اور محنتی انسان تھے۔ الحق کی کتابت برسہا برس بڑے خلوص اور لگن سے کرتے رہے۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور راقم کے ساتھ بڑے خلوص و محبت اور بھائیوں جیسا رشتہ تھا۔ آپ مضمون نگار بھی تھے، الحق سمیت کئی مجلات میں آپ کے مضامین بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔ ادارہ الحق کی موجودہ ترقی و کامیابی میں آپ جیسے مخلص ساتھیوں کا بڑا عمل دخل رہا ہے۔ یقیناً اصغر حسن صاحب کا خون جگر بھی اس تزین گلستاں کی جلوہ افروزیوں میں شامل ہے۔ قارئین الحق سے ان کے رفع درجات کے لئے خصوصی دعاؤں کی اپیل ہے۔ ادارہ ان کے خاندان پسماندگان اور بیٹیوں سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

ادارہ

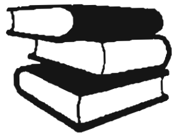

تعارف وتبصرہ کتب

عقیدہ شیخ القرآن فی الحیات بعد الممات ...... مولانا محمد عبدالمعبود صاحب مدظلہ

سابق مہتمم دارالعلوم دیو بند حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ اپنے ایک مکتوب میں جو کہ آپ نے مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا رقمطراز ہیں ''گرامی نامہ سے اندازہ ہوا کہ مسئلہ حیات النبیؐ اہمیت اختیار کرگیا ہے جس سے اندیشہ ہے کہ منتسبین دیو بند ہی میں خود گروہ بندی نہ ہوجائے اسلئے نیازمندانہ طریق پر گزارشات پیش کرنے کی جرات کرتا ہوں۔ مسئلہ زیر بحث (حیات النبیؐ) میں جہاں تک اپنے بزرگوں کی کتابوں فتاویٰ مقالات اور متوارث ذوق کا تعلق ہے دیو بندیت تو یہی ہے کہ برزخ میں آنحضرت ﷺ کوحیات دینوی کے ساتھ زندہ مانا جائے ...... اسی لئے دیو بندیت تو حیات النبیؐ کے بارے میں حیات دینوی ہی ہے جو برزخ میں قائم ہے۔''

امر واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۵۷ء میں مسئلہ انکار حیات النبیؐ نے پاکستان بالخصوص پنجاب میں سراٹھایا اورانتہائی شدومد کے ساتھ اس کی ترویج شروع کردی گئی۔ شومئی قسمت سے جواس مسئلے کے داعی اور بانی تھے وہ بھی اپنے آپ کو منتسبین دیو بند میں شمار کرتے تھے' چنانچہ ردعمل کے طور پر اس مسئلے میں علماء کمربستہ ہوگئے۔ جب اختلاف نے اتنی شدت اختیار کی کہ یہ مسئلہ بازاروں اور عوامی محافل میں بھی موضوع بحث بن گیا تو دارالعلوم دیو بند سے اس وقت کے مہتمم حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ تشریف لائے اورانہوں نے فریقین کے مابین معاہدہ کیا اور دونوں فریقوں نے اس پر دستخط کئے ایک طرف مولانا خیر محمد جالندھری' مولانا محمد علی جالندھری و دیگر اکابر حضرات تھے جبکہ دوسری جانب شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مرحوم' مولانا عنایت اللہ شاہ اور قاضی نور محمد صاحب اوران کے ہمنوا۔ قاری صاحبؒ کی کوششوں سے یہ مسئلہ سرد ہوا اورا سپر اہل درد مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا البتہ اس معاہدہ پر مولانا عنایت اللہ شاہ نے دستخط نہیں کئے۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ نے اس فیصلہ کومن وعن تسلیم کیا اور شنید ہے کہ دورہ تفسیر کے دوران ایک طالب علم نے جب کہ آپ اس آیت اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ کی تفسیر فرمارہے تھے آپ کورقعہ بھیجا کہ آپ اس مقام پر جوتحقیق فرماتے تھے' وہ تحقیق ہمیں سنادیں' اس پر آپ جلال میں آگئے اور ناظم کوحکم دیا کہ اس طالب علم کا بستر گول کراکر اس کومدرسہ سے نکال باہر کریں۔ ان کا شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ سے گہرا تعلق تھا' حضرت شیخ الحدیث تحریر فرماتے

ہیں'' میں نصیر الدین غور غشتویؒ اور مولانا غلام اللہ خان عقائد میں متفق ہیں' میں بھی نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد برزخی حیات کا قائل ہوں اور وہ بھی برزخی حیات کے قائل ہیں' میں بھی یہ کہتا ہوں کہ روضہ پاک کے قریب میں جب جہراً درود پڑھا جائے تو نبی علیہ السلام سنتے ہی اور جواب دیتے ہیں اور جناب غلام اللہ خان صاحب نے بھی اپنے ماہنامہ تعلیم القرآن میں یہ لکھا ہے اور نبی علیہ السلام اور سب اموات میں حیات برزخی اور نبی علیہ السلام میں سب سے اکمل اور احسن ہے۔اس واسطہ وہ قبر کے پاس درود وسلام سنتے ہیں۔

اب جبکہ حضرت شیخ القرآن کو دنیا سے رخصت ہوئے تقریباً ۳۲ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ایک صاحب نے مسلک شیخ القرآن کے عنوان سے ایک کتاب لکھی اور اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت شیخ القرآن کا عقیدہ حیات النبی ممانہیں تھا اور معاہدہ قاسمی ان کے ہاں منسوخ ہے۔خدا بھلا کرے ہمارے مخدوم کثیر التصانیف بزرگ محقق عالم دین' مورخ بے بدل وادیب شہیر' پیکر زہد وتقویٰ حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب مدظلہ کا جو کہ شیخ القرآن کے ارشد اور اقرب تلامذہ میں سے ہیں اور انہی کو سوانح شیخ القرآن لکھنے کی سبقت حاصل ہے۔انہوں نے انتہائی سنجیدہ متین اور مدلل انداز میں اس رسالے کی تردید میں رسالہ بعنوان ''عقیدہ شیخ القرآن'' مرتب فرمایا اور اسمیں یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کا عقیدہ دربارۂ حیات النبیؐ وہی ہے جو کہ تمام اہل اسلام واکابرین دیوبند کا اجماعی عقیدہ ہے۔ مقام افسوس ہے کہ اس وقت عالم اسلام بالعموم اور مملکت خداداد پاکستان بالخصوص انتہائی دگرگوں اور ناگفتہ بہ دور سے گزر رہا ہے اس پر از فتنہ وفساد دور میں مسلمانوں اور اہل وطن کو اتحاد کی شدید ضرورت ہے ان ہی حالات میں ایک پرانے مسئلے کو دوبارہ اٹھانے کی کیا ضرورت تھی کہ ان لوگوں کو حضرت شیخ القرآن کی وفات کے ۳۲ سال بعد مسلک شیخ القرآن لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی حالتِ زار پر رحم فرمائے۔امین۔...... صفحات ۸۴ ہیں جبکہ ناشر ادارہ التحقیق والتصنیف باغ سرداراں راولپنڈی ہے۔

سیرۃ المصطفیٰ .... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

اپنے آقا پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد ﷺ سے محبت اور اس کی سیرت طیبہ سے واقفیت حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے لازمی امر ہے۔اس لئے کہ نبی ایمان واسلام کا بنیادی ماخذ اور سرچشمہ ہے۔اس کی شخصیت کو سمجھ کر ہی ہم اپنے ایمانی نور کو جلا بخش سکتے ہیں۔حق جل وعلا نے انبیاء مرسلینؑ کے احوال واقعات' کتاب اللہ میں بھی بیان فرمائے ہیں۔بعض انبیاء کے نام پر مستقل سورتیں بھی ہیں جس کا مقصد استقامت وثبوت' عبرت ونصیحت اور ایمان وانقیاد کا بڑھانا ہے۔مختلف امم نے اپنے انبیاءؑ اور بڑے بڑے معززین کی سیرتیں اور تواریخ مرتب کی ہیں۔لیکن ان میں اکثر غیر معتمد اور نامکمل ہیں' صرف امتِ محمدیہؐ کا یہ شرف ہے کہ انہوں نے اپنے نبی کا ہر ہر قول وفعل اور ادا کو نہ صرف محفوظ کیا بلکہ اُسے عمل کے ذریعے آنے والی نسلوں تک بھی پہنچایا۔سیرۃ النبی ﷺ کا

بڑا ماخذ تو خود حدیث شریف ہے لیکن اس پر علیحدہ و مستقل کام بھی ہوا' یہی وجہ ہے کہ آج سیرت کے موضوع پر آپ کو ہزاروں کتابیں ملیں گی۔ اردو زبان میں بھی اس پر بڑا وسیع کام ہوا ہے۔ زیرنظر کتاب ''سیرۃ المصطفیٰ'' جو کہ تین جلدوں پر مشتمل ہے' شیخ الحدیث مولانا ادریس کاندھلویؒ کی بے نظیر یادگار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو شرف قبولیت سے نواز رکھا ہے۔ کتاب کے بارے میں خود مؤلفؒ یوں رقمطراز ہیں۔

''اس ناچیز نے یہ ارادہ کیا کہ میں ایک ایسی کتاب لکھوں کہ جس میں اگر ایک طرف غیر مستند اور غیر معتبر روایات سے پرہیز کیا جائے تو دوسری طرف کسی ڈاکٹر یا فلاسفر سے ڈر کر نہ کسی روایت کو چھپایا جائے اور نہ کسی حدیث میں اِن کی خاطر تاویل کی جائے اور نہ راویوں پر (بے جا) جرح کرکے اُس حدیث کو غیر معتبر بنانے کی کوشش کی جائے۔ اِس ناچیز کا یہی مسلک ہے۔''

اِس کتاب میں حدیث و سیرت کے تقریباً تمام بڑی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مؤلف نے اِس کتاب میں جابجا فقہی مسائل' لطیف حقائق و معارف' اعلیٰ پایہ کے عالمانہ اسلوب میں بیان کئے ہیں۔ کتاب کا اندازِ بیان نہ صرف عالمانہ ہے اور نہ ہی بالکل عامیانہ ہے۔ جس کی بدولت علماء اور عوام اس سے یکساں طور پر مستفید ہوسکتے ہیں۔ زمزم پبلشرز نے اِس جدید نظر ثانی ایڈیشن کو درج ذیل خصوصیات کے ساتھ شائع کیا ہے۔

(۱) کتاب کے شروع میں مؤلف کے فرزند مولانا ڈاکٹر محمد میاں صدیقی صاحب کا لکھا ہوا جامع مقدمہ شامل کیا۔ جس میں مؤلف کے مختصر احوال بھی آگئے۔ (۲) سابقہ نسخوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تصحیح کی گئی۔
(۳) عربی عبارات پر اعراب (۴) اردو کے قواعد اِملا کا لحاظ رکھا گیا۔ (ع۔حقانی)

والد کا پیغام اولاد کے نام..................مولانا عبدالقیوم حقانی

قرآن کریم میں حضرت لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو نصیحت کا ذکر ہے ارشاد ہے یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم اس نصیحت میں آپ اپنے بیٹے کو شرک کی قباحت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے اجتناب کرنے کی تلقین فرماتے ہیں اس کے بعد دیگر نصائح کا بھی تذکرہ ہے قرآن کریم میں اس نصیحت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح والدین کے حقوق اپنی اولاد پر ہیں اسی طرح اولاد کے بھی اپنے والدین پر حقوق ہیں سب سے پہلا حق یہ ہے کہ وہ ان کی پرورش کریں ان کیلئے ضروریات زندگی اور سامان بودو باش مہیا کریں اس کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت و تعلیم کی طرف توجہ دیں اور ان کی دنیا و آخرت میں بھلائی کیلئے کوشاں رہیں کیونکہ یہ ایک دینی اخلاقی اور معاشرتی فریضہ ہے اگر والدین بروقت اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت سے غفلت برتیں تو یہ بہت سے مفاسد کیلئے پیش خیمہ بن سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ حساس اور دور اندیش والدین اپنی اولاد کے بارے میں ہمہ وقت متفکر رہتے ہیں اور اپنی راحت و آرام ان کے سکون و آسائش پر تج دیتے ہیں۔ پھر بعد میں جب ان کو اپنی محنت کا صلہ

مل جاتا ہے تو ان کی خوشی و شادمانی قابل دید ہوتی ہے اس لیے تمام والدین پر لازم اور فرض ہے کہ اپنی اولاد کی دینی اور دنیوی بھلائی کیلئے شب و روز کوشاں رہیں۔

تربیت اولاد کے موضوع پر ہر دور میں علماء اور دانشور حضرات نے قلم اٹھایا ہے اور مختلف زبانوں میں اسی موضوع پر کتابیں تصنیف کی گئی ہیں حال ہی میں ہمارے برادر محترم مشہور ادیب و مصنف اور معروف مقرر و خطیب حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ نے ''والد کا پیغام اولاد کے نام'' کے عنوان سے اپنے طرز کی منفرد کتاب لکھی ہے جس میں ادبی چاشنی کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنی آپ بیتی کے حوالے سے اپنے تجربات اور مشاہدات بھی پیش کیے ہیں جس سے کتاب کی قدر و قیمت میں معتد بہا اضافہ ہوا ہے آج کے اس مادی دور میں ایسے موضوعات پر قلم اٹھانے اور کچھ لکھنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہمارے بچے اور ہمارا نوجوان طبقہ مغربی تہذیب و ثقافت سے متاثر ہو کر کجروی اور گمراہی کا شکار نہ ہو جائے حقانی صاحب نے اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے انوکھے انداز اور اپنے منفرد و جداگانہ اسلوب نگارش سے نسبتاً ایک خشک موضوع کو استعارات و تشبیہات اور تلمیحات کا ایسا خوبصورت اور منقش جامہ پہنایا ہے جس سے قاری پوری کتاب کو ایک ہی نشست میں ختم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور یہ ایک کامیاب اہل قلم اور مصنف کی مہارت اور مشاقی کی ایک واضح دلیل ہے۔ بلاشبہ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کے مندرجات کو ملحوظ خاطر اور اس کے اندر پوشیدہ مؤلف کے درد دل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر نوجوان اپنی زندگی کے شب و روز کو بہتر انداز میں سنوار اور استوار کر سکتا ہے ۲۵۲ صفحات پر مشتمل یہ خوبصورت اور دیدہ زیب کتاب القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ سے ۲۵۰ روپے میں حاصل کی جاسکتی ہے۔ (محمد ابراہیم فانی)

● **ماہنامہ القاسم کا قلم و کتاب نمبر: (زیر ادارت: مولانا عبدالقیوم حقانی)** حقانی صاحب عصر حاضر کے بلند پایہ محقق و مصنف اور اردو زبان کے صاحب طرز ادیب ہیں۔ ہر ماہ اہل ذوق کی تشنگی کیلئے علمی، ادبی سوغات پیش کرنا ان کا معمول ہے۔ زیر نظر کتاب بھی ان کے قائم کردہ ادارے القاسم اکیڈمی کے جدید ترین علمی اور ادبی اشاعتوں پر فاضلانہ تجزیوں، تبصروں پر مشتمل ہے خصوصی شمارے کے نقش اول میں انہوں نے پورے کتاب کا خاکہ پیش کیا ہے' ملاحظہ فرمائیں:

''شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ کی آٹھ جلدوں میں ''مکاتیب مشاہیر، گنبد خضرا کے سایہ میں اور اے زائر حرام'' احقر کی کتب ''تذکرہ و سوانح حضرت درخواستی ''مرد قلندرؒ'' تذکرہ سوانح خواجہ خان محمدؒ، والد کا پیغام اولاد کے نام' اور بنیاد کا پتھر'' مکمل ہو چکے ہیں۔ کشکول معرفت پر پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد کا علمی ادبی تبصرہ' سراغ زندگی پر میاں محمد الیاس کی وقیع تحریر' سوانح خواجہ خان محمدؒ اور والد کے پیغام پر مولانا محمد عبدالمعبود مدظلہ کے وقیع علمی' ادبی مقالے' لفظِ قلندر کے حوالے سے مولانا حافظ نثار احمد الحسینی کا جامع مقالہ اور حرف آخر' مولانا محمد اسلم

زاہد کا قلندر نامہ' نابینا مردوں سے پردے کے شرعی حکم پر مولانا محمد اسلم زاہد کی محققانہ تحریر' پروفیسر محمد اقبال ندیم کا ادبی شذرہ ...... الغرض اب کا تازہ شمارہ' انہی اکابر و مشائخ اور علما فضلا کی قلمی تحریروں' تحقیقی مضامین' تبصروں و تجزیوں اور ادبی شہ پاروں سے مزین ہے سترہویں خصوصی اشاعت ''قلم و کتاب نمبر'' کے نام سے نذر قارئین ہے

- **قلم و قرطاس نمبر:** زیر تبصرہ کتاب ماہنامہ القاسم کی انیسویں خصوصی اشاعت ہے کتاب کا تعارف حقانی صاحب کے شعلہ بار قلم سے ہی ملاحظہ فرمائیں ۔''قرطاس و قلم اور کتاب و مطالعہ کے حوالے سے دلچسپ اور سحر انگیز مضامین القاسم اکیڈمی کے جدید ترین مطبوعات ،شرح حدیث ،تصوف و سلوک ،تاریخ و تذکرہ و سوانح بالخصوص علم و ادب کے حوالے سے شاہکار کتابوں کا علمی و ادبی تعارف ،علماء دانشوروں ،ادیبوں اور ارباب علم و کمال کے شاندار علمی ،ادبی ،تحقیقی اور تاریخی تجزیئے ،تبصرے اور مقالات کا حسین گلدستہ...... کتاب کا ہر مضمون پڑھنے کے لائق ہے مگر مولانا محسن عثمانی کا مقالہ ''علمی ذوق کی پہچان'' اور جناب جاوید چوہدری کا مقالہ ''کتابیں سب سے بڑی دولت'' اس کتاب کی جان ہے جسے ہر صاحب ذوق کو پڑھنا چاہئے یہ دونوں دستاویز القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ (0346-4010613) سے دستیاب ہے

اسوہ حسنہ سیریز............ناشر ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن

اسوۂ حسنہ سیریز پانچ کتابچوں پر مشتمل سیرت نبوی ﷺ کا سیٹ ہے۔ جسے ربیع الاول کی مناسبت سے ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن صاحب نے شائع کئے ہیں۔

- **فہم سیرت ...... از پروفیسر سید محمد سلیمؒ :** اس کتابچے میں پروفیسر صاحب مرحوم نے سید الکائنات حضرت محمد ﷺ کے حوالے سے اہم موضوعات جیسے مقصد بعثت' اہمیت رسالت' خطہ عرب کا انتخاب' امامت نسل ابراہیمی' اس وقت کی عربوں کی حکومت' خطۂ عرب کی مرکزیت' قبیلہ قریش کا انتخاب' تولیت کعبہ' تجارت' معاملہ فہمی' یتیم ہونے کی حکمت' تجارتی اسفار کی حکمت' حضرت خدیجہؓ سے نکاح کی حکمت اور زندگی قبل نبوت جیسے اہم موضوعات پر مختصر مگر جامع گفتگو کی گئی ہے۔

- **امت مسلمہ کے مسائل اور ان کا حل...... ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ:** اس کتابچے میں عالمی شہرت یافتہ محقق ڈاکٹر محمود احمد غازی نے امت مسلمہ کو درپیش مصائب و آلام کا حل سیرت طیبہ کی روشنی میں پیش کیا ہے۔غازی صاحب مرحوم نے اس مقالے میں امت مسلمہ کی دور جدید میں درپیش مسائل کے ساتھ ''امت'' کا آفاقی مفہوم بھی بڑے واشگاف انداز میں بیان کیا ہے۔غازی صاحبؒ نے امت کو درپیش تعلیمی' تحریکی' سیاسی' ثقافتی مسائل اور چیلنجز کے ساتھ ساتھ اسلامی دور میں بھی مختلف چیلنجوں کا ذکر ہے۔اور پھر سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں اس کا انتہائی عام فہم انداز میں اس کا حل پیش کیا ہے۔

- **عزم وثبات کے کوہ گراں...... ڈاکٹر شیر محمد زمان چشتیؒ:** زیر نظر کتابچے میں ڈاکٹر صاحب نے حضور ﷺ اور اس کی جماعت مساکین صحابہؓ کی مجاہدات وصبر استقامات کا انتہائی دلآویز انداز میں تذکرہ کیا ہے۔ آپ ﷺ کی تیرہ سالہ مجاہدات وتکالیف سے بھرپور زندگی کے ساتھ ساتھ سفر طائف اور ہجرت مدینہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور آخر میں مسلمانوں سے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا مطالبہ کیا گیا ہے۔
- **نبویؐ اسلوب دعوت......سید فضل الرحمٰن:** اس مختصر کتابچے میں معروف سیرت نگار سید فضل الرحمٰن صاحب نے نبوی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں دعوت کا اسلوب' حکمت دعوت' اور دعوت کے اصول و آداب میں ذیل میں ۱۴ چودہ اہم اصولوں کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے' اور اس کے ساتھ دعوت میں اصلاح طلب پہلوؤں کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے جنہیں ایک داعی کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

یہ چاروں کتابچے ریجنل دعوۃ سینٹر (سندھ) کراچی نے فیروزہ ہاشم فاونڈیشن کے تعاون سے شائع کئے ہیں' پی ایس ۔۱/۵ کے ڈی اے اسکیم ۳۳۔احسن آباد نزد گلشن معمار کراچی سے دستیاب ہے۔

علم سیرت اور مستشرقین ....ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحبؒ

زوار اکیڈمی پاکستان سیرت نگاری کے حوالہ سے جانا پہچانا ادارہ ہے ۔ یہ ادارہ ہر سال بانی ادارۂ معروف بزرگ ،صوفی ،فقیہ مولانا سید زوار حسین شاہؒ کے حوالے سے یادگاری خطبے کا اہتمام کرتی ہیں۔زیر نظر کتابچہ اسی فورم سے علم سیرت اور مستشرقین کے موضوع پر نامور محقق ، سکالر اور قانون دان ڈاکٹر محمود احمدؒ غازی کا عالمانہ وفاضلانہ خطاب ہے ۔ یقیناً ڈاکٹر صاحبؒ جیسے لوگ اس موضوع پر اظہار خیال کے اہل ہو سکتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے اس خطبے میں مستشرقین کا تعارف ، انکا فکری پس منظر ، مسخ تاریخ اور اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف نفرت انگیز رویوں اور دروغ گوئیوں کا خوب پوسٹ مارٹم کیا ہے اور مستقبل میں اس عظیم فتنے کیخلاف کام کرنیوالوں کیلئے ممکنہ جہتوں اور لائحہ عمل بھی عام فہم اسلوب میں بیان کیا ہے جناب رفعت صاحب کے تحقیقی حواشی نے اس کی اہمیت میں اور اضافہ کیا ہے یقیناً سیرت کے ہر طالب علم کیلئے اسکا مطالعہ کرنا بہت مفید رہیگا۔

- **اسلامی شریعت مقاصد وحکمت :** زیر نظر کتابچہ بھی زوار اکیڈمی کے یادگاری خطبوں کا تسلسل ہے جس میں شریعت اسلامیہ کے مقاصد وحکمتوں کو ڈاکٹر غازی صاحب نے اپنے تحقیقی ذوق کے مطابق دلآویز انداز میں بیان کیا ہے۔اس موضوع کی اہمیت کے حوالے سے ڈاکٹر خود بیان فرماتے ہیں ۔''مسلمانوں میں بہت سے حضرات کے ذہن میں شریعت چند محدود ومذہبی عقائد اور اعمال کے مجموعے کا نام ہے ۔جس کو مذہبی مسلمان اپنی ذاتی زندگی میں انجام دیتے ہیں ۔ اس کا اجتماعیات ، سیاسیات ، معاشیات، اور خاص طور پر بین الاقوامی

تعلقات اور قانون و دستور سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہونا چاہئے'' ڈاکٹر صاحب نے اس تصور اور ٹھوس عقلی ونقلی دلائل سے غلط مشابہت کیا ہے اور اسلامی شریعت کی عالمگیریت کو ثابت ہے یہ دونوں کتابچے بھی زوار اکیڈمی پبلی کیشنز اے۴/۱۷، ناظم آباد کراچی سے رعایتی قیمت میں دستیاب ہے۔

نقش الفرید............الحاج گوہر رحمٰن نقشبندی

نقش الفرید تصوف وسلوک پر مشتمل ایک روحانی تحفہ ہے جو مرشدین و مسترشدین کیلئے یکساں مفید ہے۔ کتاب کے مؤلف الحاج گوہر رحمٰن صاحب نقشبندی دار العلوم حقانیہ کے مفتی اعظم اور نامور محدث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ کے مرید خاص ہیں ۔ بقول حضرت مولانا انوار الحق صاحب: کہ حاجی صاحب صحبت شیخ میں ''کثیر الملازمہ'' کے مصداق ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کی نگاہ شفقت نے حاجی صاحب کو بھی تعلق مع اللہ کے اعلیٰ مقام پر پہنچایا۔ کتاب میں شریعت ،طریقت ،خلوت ،جلوت ،عقل وعشق، کثرت ذکر، تربیت شیخ ، صحبت شیخ ،روحانی امراض، روحانی معالج ، ذکر جہری وذکر خفی جیسے اہم موضوعات پر قرآن وسنت اور صوفیاء کرام کی تشریحات واقوال کی روشنی میں سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے ۔ یہ مختصر کتاب مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدیر ماہنامہ بینات ،مولانا حافظ حسین احمدؒ، مولانا امان اللہ حقانیؒ اور مولانا میاں محمد ایاز حقانی صاحب کے تقاریر سے مزین ہے ۔کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ مزید قابل اصلاح ہے دیدہ زیب ٹائٹل اور اعلیٰ کاغذ پر مشتمل یہ روحانی سوغات (مکان ۵۷،سٹریٹ ۳،سیکٹر بی ۔۱ فیز ۴ حیات آباد پشاور سے ۱۰۰ روپے میں دستیاب ہے۔

العقیدۃ الطحاویۃ............امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاویؒ

عقیدہ طحاوی کتب عقائد میں شہرۂ آفاق کتاب ہے۔جس کے مصنف معروف ومشہور فقیہ امام احمد بن محمد طحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) ہیں ۔اس مختصر کتابچے کے پانچ مختلف نسخے تھے جن میں سے تین مکتبہ اسکندریہ اور دو مکتبہ ازہریہ میں موجود تھے ۔محشی ومحقق کتاب مولانا محمد سعد بن شیخ رحمت اللہ نے مکتبۂ ازہریہ کے ایک نسخے کو تحقیق کیلئے چنا جو سب سے زیادہ درست تھا۔ باقی نسخوں کی عبارت کو حاشیے میں مندرج کیا۔اور یہ مختصر مگر جامع اور شاندار مجموعہ بہترین ترتیب کیساتھ منظر عام پر آیا۔کاغذ اور طباعت اعلیٰ مگر جلد اور کارڈ ندارد...... امید ہے آئندہ ایڈیشن میں جلد کا انتظام بھی کیا جائے گا......۲۴ صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ مکتبہ زمزم نزد مقدس مسجد کراچی سے ۲۰ روپے میں دستیاب ہے۔

آسان اصول حدیث...... اردو ترجمہ مولانا محمد عمران ولی صاحب

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کیطرف سے حضور ﷺ پر نازل کی گئی آخری کتاب ہے ہے اس کی تشریح اور تفسیر کیلئے علماء و ماہرین نے چند اصول وضع کیے ہیں ۔ کہ ان اصول وضوابط کے سمجھنے کے بغیر قرآن کریم کی تفسیر نہیں کی جاسکتی یہ

اصول وضوابط علوم القرآن یا اصول تفسیر کے نام سے معروف ہیں ۔ اور یہ ایک مستقل علم اور دقیق فن ہے جس پر قدیما وحدیثا مختلف زبانوں اور مختلف زمانوں میں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور تاہنوز یہ سلسلہ جاری ہے اسی طرح اقوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے افعال وتقریرات جن کو احادیث کہا جاتا ہے ان کیلئے علماء اور ائمہ محدثینؒ نے کچھ اصول بتائے ہیں جن کی بنیاد پر صحیح وحسن اور ضعیف وموضوع حدیث کی پہچان ہوتی ہے ان اصول کا بھی نام علم مصطلح الحدیث یا فن اصول حدیث ہے ۔ یہ بھی انتہائی اہم موضوع ہے اس پر بھی بہت سی کتابیں معرض وجود میں آئی ہیں ۔صرف علماء احناف نے اس موضوع پر جو کتابیں لکھی ہیں ان کی تعداد ڈیڑھ سو سے زائد ہے ۔

زیر نظر کتاب دراصل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مشہور محقق عالم اور کثیر التصانیف ۔ بزرگ حضرت مولانا محمد انور بدخشانی مدظلہٗ کی کتاب السعی الحثیث جو کہ فارسی میں ہے،جس کی افادیت کے پیش نظر اسی جامعہ کے سابق استاذ حضرت مولانا مفتی محمد ولی درویشؒ نے الجہد الاثیث کے نام سے پشتو زبان میں اس کا ترجمہ فرمایا تھا جسے اب آپکے ہونہار فرزند اور جانشین مولانا محمد عمران ولی زید مجدہٗ استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نے اردو کے سانچے میں ڈھالنے کی کامیاب کوشش کی ہے ۔ یہ کتاب اختصار اور ایجاز کے باوجود انتہائی جامع اور نافع ہے ۔امید ہے علماء طلبہ اور اہل ذوق حضرات اس سے حظ وافر اٹھائیں گے ۔......صفحات ۱۱۸ ہیں جبکہ ناشر اسلامی کتب خانہ نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی والے ہیں۔

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہم

امام ترمذیؒ کی جامع السنن کے ابواب البرّ والصلۃ کے درسی افادات جس میں والدین کے حقوق، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی، پڑوسیوں کے حقوق، ہمسائیگی، بڑوں کا ادب واحترام، چھوٹوں پر رحمت وشفقت، بہنوں اور بیٹیوں کی تعلیم وتربیت، بیوی اور بچوں کی پرورش اور سرپرستی، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری، ضعیفوں اور بے کسوں کے ساتھ ہمدردی، غلاموں اور خادموں سے لطف اور نرمی، مریضوں کی عیادت، مصیبت زدہ کی مدد اور ان سے تعاون، نیز سلام کو عام کرنا، مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا، عفو ودرگزر سے کام لینا، عہد کی پابندی کرنا، سچ بولنے کی عادت بنانا، الغرض ہر قسم کی خوش اخلاقی اور حسن معاشرت کی تعلیم دی گئی ہے اور ان اوصاف حسنہ کی فضائل اور ان پر مرتب ہونے والے اجر وثواب کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ صفحات: ۴۰۰ ...... ہدیہ: ۴۰۰ روپے

پیش لفظ: مولانا عبدالقیوم حقانی جمع وترتیب: مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی

مکتبہ ایوان شریعت جامعہ حقانیہ سے طلب کی جاسکتی ھے

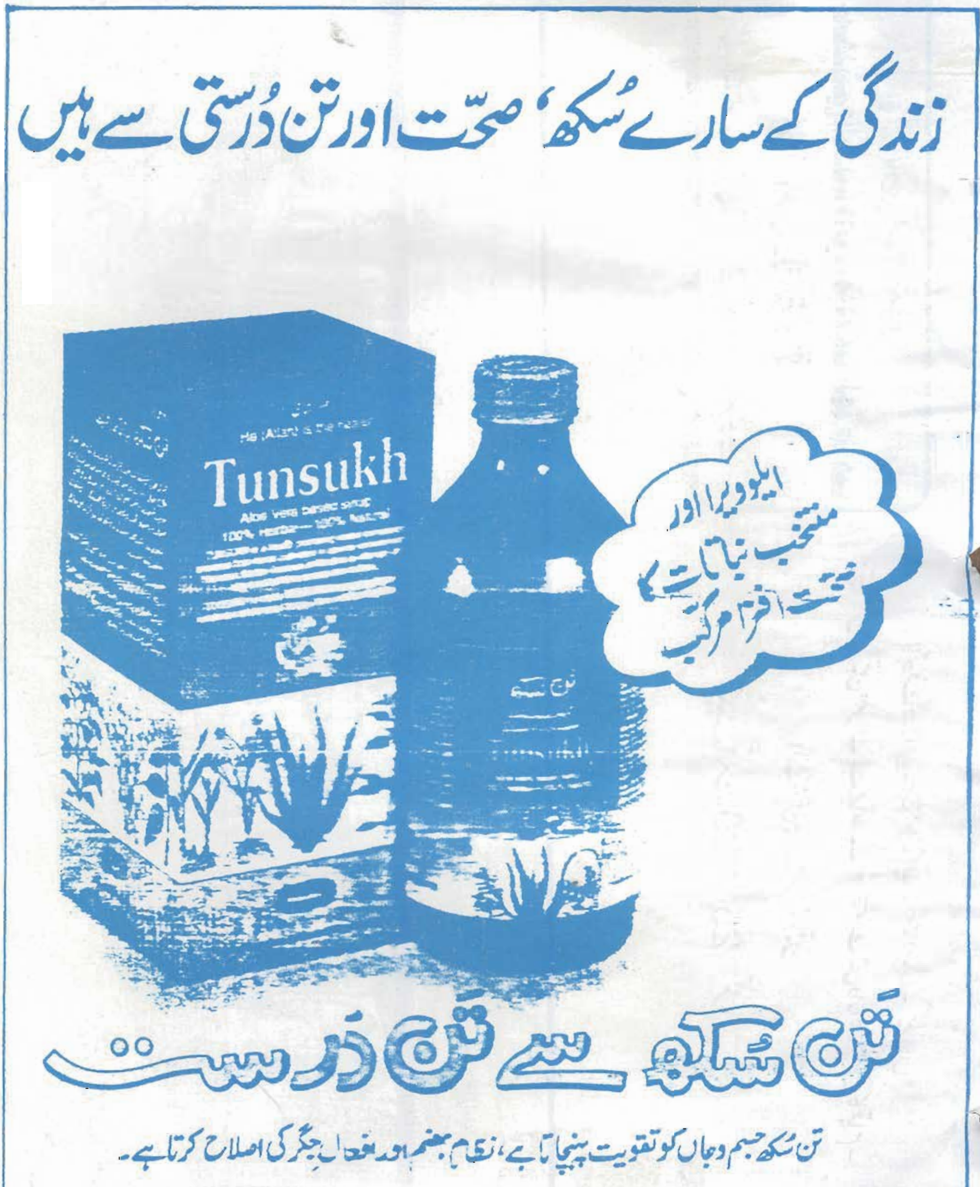

Adarts -HTS-12/97(R)

Regd No. P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khattak

عظیم الشان تعمیری منصوبہ

جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب

کی باقدہ تقریب **افتتاح**

ان شاءاللہ 12 اپریل 2013 بروز اتوار کو ہوگا۔

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں

وسیع صحن۔ تین اطراف سے برآمدے۔ بیسمنٹ میں دار الحفظ والتجوید کا قیام۔

الگ سیکشن برائے نماز خواتین

تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

زیر تعمیر جامع مسجد دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک)

منجانب: تعمیری کمیٹی جامع مسجد حقانیہ

جامعہ: دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے
اس عظیم الشان عمل میں شامل ہو کر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے
جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔